جامعہ مدنیہ لاہور کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ

لاہور

مجلس

بیاد

عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ

محرم الحرام
۱۴۲۱ھ

اپریل
۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ۸ | محرم الحرام ۱۴۲۱ھ ۔ اپریل ۲۰۰۰ء | شمارہ : ۴

مدیر اعلیٰ

سید محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۲ روپے	سالانہ	۱۳۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات دبئی	"	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	"	۶ امریکی ڈالر
امریکہ افریقہ	"	۱۶ ڈالر
برطانیہ	"	۲۰ ڈالر

○ اس دائرہ میں سُرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ..... سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ...... ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

کوڈ ۵۴۰۰۰ فون 092-42-200577

فیکس نمبر 092-42-7726702

○

سید رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ	۱۰
چہل حدیث	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب	۱۷
کثرتِ انواع اور حقیقتِ واحدہ (نظم)	سیّد امین گیلانی صاحب	۲۷
جنّت میں لے جانے والے کام	حکیم محمود احمد ظفر صاحب	۲۹
انکارِ معجزات کیوں؟	جناب محمد حسین صاحب	۳۸
بیادِ قاری عبدالرشید صاحبؒ	بشیر متین فطرت صاحب	۴۰
تغییر لخلق اللہ	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۴۲
حاصل مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۱
تقریظ و تنقید		۶۱
اخبار و احوال جامعہ		۶۳

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

انڈیا میں رابطے کے لیے

حضرت مولانا سیّد رشید الدین صاحب حمیدی مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد یو۔پی۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم امابعد!

۱۲ مارچ ۲۰۰۰ء کے قوامی جرائد میں ایک خبر شائع ہوئی جس میں رومن کیتھولک لیڈر پوپ جان پال دوم نے چرچ کے دو ہزار سالہ گناہوں پر مُسلمانوں، یہودیوں اور سائنسدانوں سے معافی مانگی ہے۔ "ویٹی کن" روم میں ایک تقریب کے دوران پوپ نے دُنیا چھوڑ جانے والوں اور زندہ رومن کیتھولک افراد کی غلطیوں اور گناہوں پر معذرت کی خاص طور پر دوسری عالمی جنگ کے بعد کی تباہ کاریوں میں یہودیوں سے بھی معافی مانگی۔ پوپ نے کہا رومن کیتھولک چرچ کی ناکامی رہی کہ وہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا اعتراف نہیں کر سکا۔ اُنھوں نے چرچ کی طرف سے گزشتہ ۲۰۰۰ء سال میں کی گئی تمام خطاؤں اور گناہوں پر سرِعام معافی کی استدعا کی پوپ نے اپنے خطاب میں کہا تاریخ میں بعض موقعوں پر چرچ نے ایسے طرزِ عمل کا مظاہرہ کیا جس سے اس کی شہرت داغدار ہوئی اُنھوں نے خصوصاً صلیبی جنگوں اور چرچ کی طرف سے تحقیقات کے دوران طرزِ عمل کی معافی طلب کی۔ بیت المقدس اور دیگر مقدس مقامات کو مسلمانوں سے حاصل کرنے کے لیے دو سو برس تک صلیبی جنگیں جاری رہیں عدالتی احتساب کا عرصہ سات سو برس پر محیط تھا۔ جس دوران چرچ نے ملحدین بدعتیوں، جادو ٹونے کیمیا گری اور شیطانی عمل کرنے والوں کی باز پرس کی اور اُنھیں سزائیں سُنائیں اُن پر تشدّد کیا اور تقریباً ۳ لاکھ افراد کو زندہ جلا دیا گیا۔ پوپ نے امریکہ اور افریقہ میں جانے والی مشنری ٹیموں (عیسائی مبلّغین) کے لیے بھی معافی مانگی۔ اُنھوں نے کہا کہ ان لوگوں نے مقامی لوگوں کی تہذیب اور مذہبی روایات کا استحصال

کیا پوپ نے لسانی یا نسلی بنیادوں پر امتیاز برتنے جانے والوں سے بھی معافی مانگی پوپ نے مسیحیوں سے کہا کہ وہ آج کے دَور کی بُرائیوں اور خرابیوں کی ذمّہ داریاں بھی قبول کریں۔ یہ واقعہ تاریخ میں پہلی بار ہُوا کہ پوپ نے معافی مانگی ہو"۔

پُوری عیسائیت کے مذہبی پیشوا کا یہ بیان اخبارات میں جلی سُرخیوں سے شائع کیا گیا جو ساری دُنیا میں فوری طور پر نشر ہوا اور اس پر تبصروں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا جس سے گتھیاں مزید اُلجھتی اور سلجھتی چلی گئیں۔ پوپ کا بیان اگرچہ جُرأت مندانہ اور اعترافِ حقیقت ہے مگر اس کے مندرجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ فکری طور پر خود پوپ بھی اضطراب کا شکار ہیں۔ اُنھوں نے جادُوگروں، ملحدین اور شیطانی عمل کرنے والوں سے بھی معافی مانگ کر چرچ کی افراط و تفریط کی عملی روایت کو برقرار رکھا۔ اُنھوں نے دو ہزار سال کے عرصہ پر محیط ظلم کرنے والوں کی طرف سے مظلوموں سے بھی معافی طلب کی جبکہ دونوں فریق صدیوں پہلے دنیا سے جا چکے ہیں۔ گویا اُن کے درماندہ اور پریشان ذہن نے ظالم اور مظلوم کے درمیان معافی تلافی کا نیا طریقہ دریافت کر ڈالا۔ اُنھوں نے اعتراف اور معافی پر اکتفا کر کے تقریر ختم تو کر ڈالی مگر دو ہزار سالہ دلدل سے نکلنے کا حل بیان نہیں کیا جس سے عیسائیت کی تاریکی میں مزید تاریکی چھا گئی اور ہر عیسائی اب یہ سوچتا ہو گا کہ جس مذہب کی عمر بھی دو ہزار سال ہو اور اس مذہب والوں کی سیاہ کاریاں بھی دو ہزار سال ہوں تو نتیجۃً قرآن پاک کا چودہ سو سالہ اعلان ہی سچا ہوا کہ قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا وماکان من المشرکین۔ کہہ دیجیے ہرگز (یہودی یا نصرانی ہونا منظور) نہیں بلکہ ہم نے اختیار کیا ابراہیم (علیہ السلام) کا طریقہ جو باطل سے ہٹا ہُوا سیدھا ہے۔

اس وقت دُنیا میں تین بڑی جماعتیں ہیں جو آسمانی دین کی پیروکار ہیں مگر دو آسمانی دین حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کے بعد منسوخ ہو گئے اور قرآن پاک میں ان کو حکم دیا گیا کہ اب صرف آخری نبی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرنی ہے اور یہ دین قیامت تک کے لیے ہے لہٰذا بہت سے عیسائی اور بعض یہودی مسلمان ہو گئے مگر اکثر نے انکار کیا قرآن پاک نے عیسائیوں کو گمراہ (ضالین) قرار دیا اور یہود کو اللہ کا مغضوب و ملعون قرار دیا مگر عموماً گمراہ کی ہدایت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں جبکہ ملعون و مغضوب پر اجتماعی ہدایت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفون ابناء ھم و ان فریقا منھم

لیکتمون الحق و ھم یعلمون۔

ترجمہ: جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں اس کو (یعنی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سچّائی کو) جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک فرقہ اُن میں سے البتہ چُھپاتے ہیں حق کو حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

پوپ کو اگر فی الواقع ندامت ہے اور وہ اس کی تلافی چاہتے ہیں تو ہمارا اُن کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ہمت کریں۔ دنیاوی جاہ و منصب کے بقاء اور لالچ کو چھوڑ کر نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت پر ایمان لاکر شریعت محمدّی میں کامل طور پر داخل ہونے کا اعلان کریں تاکہ اپنے ایمان کے اجر و ثواب کے ساتھ اپنی پیروی کرنے والے لاکھوں پیروکاروں کے ایمان کا سبب بن کر مزید اجر و ثواب حاصل کرسکیں۔

نبی علیہ السّلام نے ۷ھ میں رُوم کے بادشاہ ہرقل کو اسلام کی دعوت پر مشتمل ایک خط مُبارک ارسال فرمایا تھا۔ رُوم اُس زمانہ میں عیسائیوں کا مذہبی اور سیاسی مرکز تھا اور اب اگرچہ سیاسی مرکز تو نہیں ہے مگر عیسائیت کا مذہبی مرکز آج بھی وہی ہے۔ لہٰذا اس مناسبت سے ہم نبی علیہ الصلاۃ والسّلام کا وہی خط مبارک بطور تبرک اور دعوتِ اسلام اِس کی پُوری تفصیل کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ یہ تفصیل شمائل ترمذی میں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے نقل فرمائی ہے۔

دُوسرا والانامہ جس کا حدیث بالا میں ذکر ہے قیصر کے نام تھا جو رُوم کا بادشاہ تھا۔ اُس کا نام مورخین کے نزدیک ہرقل ہے۔ یہ والانامہ حضرت دحیہ کلبیؓ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ مُسلمان تو قیصر بھی نہیں ہُوا، لیکن حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والانامہ کو نہایت اعزاز و اکرام سے رکھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب ان دونوں واقعات کا علم ہُوا تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ کسریٰ نے اپنے مُلک کے ٹکڑے کر لیے اور قیصر نے اپنے ملک کی حفاظت کر لی۔ اس والانامہ کا مضمون حسب ذیل تھا۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی طرف سے جو اللہ
من محمّد عبد اللہ ورسولہ الی	کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔ ہرقل کی طرف جو روم کا بڑا سردار
ھرقل عظیم الروم سلام علٰی من	ہے) سلامتی اس شخص کے لیے ہے جو ہدایت اختیار کرے حمد و
اتبع الھدٰی امابعد فانی ادعوك بدعایة	صلوٰۃ کے بعد میں تجھ کو اسلام کے کلمہ (یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

اسلام اسلم تسلم یؤتك اللہ اجرك مرتین فان تولیت فان علیك اثم الیریسیین و یا اھل الکتٰب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرك بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (بخاری اعلام السّائلین)۔ (یا اھل الکتاب سے اخیر تک قرآن پاک کا مضمون ہے جو سورۂ آل عمران کے چھٹے رکوع میں ہے۔)

کی طرف دعوت دیتا ہوں تو اسلام لے آ تا کہ سلامتی سے رہے اور حق تعالیٰ شانہٗ دوہرا اجر تجھ کو عطا فرمائے (کہ اہلِ کتاب کے لیے دوہرا اجر ہے (جیسا کہ کلام پاک میں بھی سورۂ حدید کے ختم پر اس کا ذکر ہے) اور اگر تو روگردانی کرے گا تو تیرے ماتحت زراعت پیشہ لوگوں کا وبال بھی تجھ پر ہوگا اے اہلِ کتاب آؤ ایسے کلمہ کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے اور وہ توحید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں اللہ کا کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی آپس میں ایک دوسرے کو رب نہ بنائے (جیسا کہ احبار اور رہبان کو بنایا جاتا تھا) اگر اس کے بعد بھی وہ اہل کتاب روگردانی کریں تو مسلمانو تم ان سے کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں (ہم تو اپنے مسلک کا صاف اعلان کرتے ہیں اب تم جانو تمہارا کام۔

حضرت دحیہ جب اس والانامہ کو لے کر گئے اور قیصر کے سامنے پڑھا گیا تو اس کا بھتیجا بھی وہاں موجود تھا وہ نہایت غصّہ میں بھر گیا اور کہنے لگا کہ اس خط کو مجھے دو۔ چچا یعنی قیصر نے کہا تو کیا کرے گا۔ اس نے کہا یہ پڑھنے کے قابل نہیں ہے اس میں آپ کے نام سے ابتدا نہیں کی اپنے نام سے کی ہے۔ پھر آپ کو بادشاہ کے بجائے رُوم کا بڑا آدمی لکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔ قیصر نے کہا تو بے وقوف ہے یہ چاہتا ہے کہ مَیں ایسے شخص کے خط کو پھینک دوں جن کے پاس ناموس اکبر (یعنی حضرت جبرئیلؑ) آتے ہوں اگر وہ نبی ہیں تو اُن کو ایسے ہی لکھنا چاہیے۔ اس کے بعد حضرت دحیہ کو بڑے اعزاز و اکرام سے ٹھہرایا۔ قیصر اس وقت سفر میں تھا۔ واپسی پر اس نے اپنے ارکان و امراءِ سلطنت کو جمع کیا اور جمع کر کے اُن سے کہا کہ مَیں تم کو ایک ایسی بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو سراسر خیر و فلاح ہے اور ہمیشہ کے لیے تمہارے ملک کے بقاء کا ذریعہ ہے۔ بے شک یہ نبی ہیں ان کا اتّباع کر لو اور ان کی بیعت اختیار کر لو۔ اس نے ایک بند مکان میں جہاں سب طرف کے کواڑ بند کرا دیے گئے تھے اس مضمون پر ایک لمبی تقریر کی۔ وہ لوگ اس قدر متوحش ہوئے کہ ایک دم شور و شغب ہوگیا۔ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے، مگر کواڑ سب بند تھے دیر تک ہنگامہ برپا رہا۔ اس کے بعد اُس نے سب کو چُپ کیا اور تقریر کی کہ درحقیقت ایک مدعی نبوّت پیدا ہوا ہے مَیں تم لوگوں

کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین میں کس قدر پختہ ہو اَب مجھے اس کا اندازہ ہوگیا وہ لوگ اس کے سامنے اپنی عادت کے موافق سجدے میں گر گئے۔ اس کے بعد اُن کو شاباش وغیرہ دے کر رُخصت کیا بعض روایات میں ہے کہ اُس نے خط پڑھ کر چوما سر پر رکھا اور ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور پوپ کو طلب کیا اُس سے مشورہ کیا اُس نے کہا بیشک یہ نبی آخر الزمان ہیں جن کی بشارتیں ہماری کتاب میں موجود ہیں۔ قیصر نے کہا مجھے بھی اس کا یقین ہے مگر اشکال یہ ہے کہ اگر میں مُسلمان ہوجاؤں تو یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے اور سلطنت جاتی رہے گی (اعلام السائلین) جس وقت یہ والا نامہ سفر کی حالت میں قیصر کے پاس پہنچا تھا وہ اس وقت اپنی مذہبی ضرورت کے لیے بیت المقدس آیا ہُوا تھا وہاں مکّہ مکرّمہ کا ایک بڑا تجارتی قافلہ بھی گیا ہُوا تھا۔ اس نے تحقیق حالات کے لیے اس قافلہ کے سرداروں کو بھی طلب کیا تھا جس کا مفصّل قصّہ بخاری شریف میں موجود ہے۔ یہ اس زمانہ کا قصّہ ہے جب عمرہ حدیبیّہ کے بعد حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے درمیان اور اہلِ مکّہ کے درمیان چند سال کے لیے ایک عہد نامہ اور صلح نامہ تیّار ہُوا تھا کہ آپس میں لڑائی نہ کی جائے۔ ابوسفیان جو اس وقت تک مُسلمان نہیں ہُوئے تھے کہتے ہیں کہ اس صلح کے زمانہ میں ملک شام میں گیا ہُوا تھا کہ اس اثناء میں ہرقل کے نام حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا والا نامہ بھی گیا جس کو دحیہ کلبی لے کر گئے ہرقل کے پاس جب وہ گرامی نامہ پہنچا تو اس نے اپنے لوگوں سے پُوچھا کہ یہاں اس شہر میں کوئی شخص اس کا واقف ہے جو مدعیِ نبوّت پیدا ہُوا ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہاں کچھ لوگ آئے ہُوئے ہیں۔ اس پر ہماری طلبی ہُوئی، چنانچہ میں قریش کے چند لوگوں کے ہمراہ اس کے پاس گیا اس نے ہم سب کو اپنے پاس بٹھایا اور پُوچھا کہ اُس شخص کے ساتھ جو نبوّت کا دعویدار ہے تم میں سب سے زیادہ قریب رشتہ داری کس کی ہے۔ مَیں نے کہا مَیں سب زیادہ قریب ہوں۔ اس نے مجھے اپنے قریب بُلایا اور باقی ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا اور ان سے یہ کہا کہ میں اس سے چند سوالات کرتا ہوں تم سب غور سے سُنتے رہنا اور جس بات کا جواب جھوٹ بتائے تو تم اس کو ظاہر کر دینا۔ ابوسفیان اس وقت تک مُسلمان نہیں ہُوئے تھے اور سخت ترین دُشمن تھے کہتے ہَیں کہ خُدا کی قسم اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ بعد میں مجھے جھُوٹ سے بدنام کریں گے تو میں ضرور جھُوٹ بولتا مگر خوفِ بدنامی نے سچ بولنے پر مجبور کیا اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان کے ذریعہ سے مجھ سے حسبِ ذیل سوالات کیے۔

س۔ یہ مدعیِ نبوّت نسب کے اعتبار سے تم میں کیسے شخص سمجھے جاتے ہیں؟

ج۔ ہم میں بڑے عالی نسب ہیں۔

س۔ ان کے بڑوں میں کوئی شخص بادشاہ ہُوا ہے ؟

ج۔ کوئی نہیں ہوا۔

س۔ نبوّت کے دعوٰی سے قبل تم کبھی ان کو جھُوٹ بولنے کاالزام دیتے تھے ؟

ج۔ کبھی نہیں۔

س۔ ان کے متبعین قوم کے شرفاء ہیں یا معمولی درجے کے آدمی ؟

ج۔ معمولی درجہ کے لوگ

س۔ اُن کے متبعین کا گروہ بڑھتا جارہا ہے یا کم ہوتا جاتا ہے ؟

ج۔ بڑھتا جاتا ہے۔

س۔ اُن کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس سے بددل ہوکر دین سے پھر بھی جاتے ہیں یا نہیں ؟

ج۔ نہیں۔

س۔ تمہاری اُن کے ساتھ جنگ ہوئی ہے یا نہیں ؟

ج۔ ہُوئی ہے۔

س۔ جنگ کا پلّہ کیسا رہا ؟

ج۔ کبھی وہ غالب ہوجاتے، کبھی ہم غالب ہوجاتے . . .

س۔ وہ کبھی بدعہدی کرتے ہیں ؟

ج۔ نہیں۔ لیکن آج کل ہمارا اور اُن کا ایک معاہدہ ہے نہ معلوم وہ اس کو پُورا کریں گے یا نہیں
ابوسفیانؓ کہتے ہیں کہ اس ایک کلمہ کے سوا کسی چیز میں بھی مجھے موقع نہ ملا کہ کچھ اپنی طرف سے ملادوں۔

س۔ ان سے قبل کسی نے نبوّت کا دعوٰی کیا ؟

ج۔ نہیں۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ہرقل نے پُوچھا کہ بدعہدی کا کیوں خوف ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ میری قوم نے اپنے حلیفوں کی ان کے حلیفوں کے خلاف مدد کی ہے اس پر ہرقل نے کہا کہ جب تم ابتداء کرچکے ہو تو تم زیادہ بدعہد ہوئے۔ اس کے بعد ہرقل نے ازسرِنو سلسلہ شروع کیا اور کہا کہ مَیں نے تم سے اُن کے نسب کے بارہ میں سوال کیا تم نے عالی نسب بتایا۔ انبیاءؑ اپنی قوم کے شریف خاندان ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ مَیں نے پُوچھا کہ اُن کے بڑوں میں کوئی شخص بادشاہ ہُوا ہے تم نے کہا نہیں۔ مجھے یہ خیال ہُوا کہ شاید اس بہانہ سے

اس بادشاہت کو واپس لینا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کے متبعین کے بارے میں سوال کیا کہ شرفاء ہیں یا کمزور لوگ۔ تم نے جواب دیا کہ کمزور لوگ ہیں۔ ہمیشہ سے انبیاءؑ کا اتباع کرنے والے ایسے ہی لوگ ہوا کرتے ہیں (کہ شرفاء کو اپنی نخوت دوسروں کی اطاعت سے روکتی ہے)، میں نے سوال کیا تھا کہ اس دعوی سے قبل تم دروغ گوئی کا الزام ان پر لگاتے تھے یا نہیں تم نے انکار کیا میں نے یہ سمجھا تھا کہ شاید لوگوں کے متعلق جھوٹ بولتے بولتے اللہ پر بھی جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہو (مگر جو شخص لوگوں کے متعلق جھوٹ نہ بولتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کیا جھوٹ بول سکتا ہے)، میں نے سوال کیا کہ اس کے دین میں داخل ہو کر اس سے ناراض ہو کر کوئی مرتد ہوتا ہے تم نے اس سے انکار کیا۔ ایمان کی یہی خاصیت ہے جب کہ اس کی بشاشت دلوں میں گھس جائے میں نے پوچھا تھا کہ وہ لوگ بڑھتے رہتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں تم نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں۔ ایمان کا خاصہ یہی ہے۔ حتّٰی کہ دین کی تکمیل ہو جائے۔ میں نے ان سے جنگ کے بارے میں سوال کیا تھا تم نے کہا کبھی وہ غالب کبھی ہم غالب۔ انبیاءؑ کے ساتھ ہمیشہ یہی برتاؤ رہا لیکن بہتر انجام انہیں کے لیے ہوتا ہے۔ میں نے بدعہدی کے متعلّق سوال کیا تم نے انکار کیا یہی انبیاءؑ کی صفت ہوتی ہے کہ وہ بدعہد نہیں ہوتے۔ میں نے پوچھا تھا کہ اُن سے قبل کسی نے نبوّت کا دعوٰی کیا تم نے اس سے انکار کیا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ اگر کسی نے ان سے قبل یہ دعوٰی کیا ہوگا تو میں سمجھوں گا کہ یہ اُسی قول کی تقلید کرتے جو اُن سے پہلے کہا جا چکا ہے اس کے بعد ہرقل نے ان لوگوں سے پوچھا کہ ان کی تعلیمات کیا ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ نماز پڑھنے کا، صدقہ کرنے کا، صلہ رحمی کا، عفت و پاکدامنی کا حکم کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا اگر یہ سب اُمور سچ ہیں جو تم نے بیان کیے تو وہ بے شُبہ نبی ہیں۔ مجھے تو یہ یقین تھا کہ وہ عنقریب پیدا ہونے والے ہیں مگر یہ یقین نہیں تھا کہ تم میں سے ہونگے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکتا ہوں تو اُن کے ملنے کی خواہش کرتا (مگر اپنے قتل اور سلطنت کے زوال کے خوف سے جا نہیں سکتا)، اور میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ بلا شبہ انکی سلطنت اس جگہ تک پہنچنے والی ہے جہاں میں ہوں۔ ہرقل کے اور بھی بہت سے قصے حدیث کی کتابوں میں ہیں یہ اپنی کتاب کا بھی ماہر تھا اور نجوم میں بھی مہارت رکھتا تھا اس لیے اس کو پہلے سے اس قسم کے خیالات ہو رہے تھے، اور تحقیقات کر رہا تھا۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اس نے اس والانامہ کو نہایت احتیاط سے صندوق میں سونے کی ایک نلکی میں محفوظ رکھا جو نسلاً بعد نسل اسی طرح اس کی اولاد میں منتقل ہوتا چلا آیا۔"

مولای صل وسلم دائماً ابداً　درسِ حدیث　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۷، سائیڈ بی ۸۳-۱۰-۲۵

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمّد وّآلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد ! عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لِنِسَائِہٖ اِنَّ اَمْرَکُنَّ مِمَّا یُھِمُّنِیْ بَعْدِیْ وَلَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ الصِّدِّیْقُوْنَ قَالَتْ عَائِشَۃُ یَعْنِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَۃُ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَی اللّٰہُ اَبَاکَ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّۃِ وَکَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِحَدِیْقَۃٍ بِیْعَتْ بِاَرْبَعِیْنَ اَلْفًا وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَزْوَاجِہٖ اِنَّ الَّذِیْ یَحْثُوْ عَلَیْکُنَّ بَعْدِیْ ھُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّۃِ[1]

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں سے فرمایا ! تمہارا معاملہ کچھ اس نوعیت کا ہے کہ مجھ کو میرے بعد فکر میں ڈالتا ہے اور تمہارے خرچہ پر وہی لوگ صبر کریں گے جو صابر ہیں اور صدیق ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (صابر اور صدیق سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی مُراد وہ لوگ ہیں جو صدقہ دینے والے اور کارِ خیر کرنے والے ہیں، پھر حضرت عائشہؓ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے بیٹے حضرت ابو سلمہؒ تابعی کے سامنے (ان کے والد بزرگوار کے زبردست مالی

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۷

(ایثار پر اظہارِ تشکر اور جذبۂ منت گزاری کے تحت) کہا اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو جنّت کی سلسبیل سے سراب فرمائے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ازواجِ مطہرات کی (کے خرچہ) کے لیے ایک باغ دیا تھا جو چالیس ہزار دینار کو بیچا گیا تھا۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مَیں نے رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی بیویوں سے یُوں فرماتے سُنا! حقیقت یہ ہے کہ میری وفات کے بعد جو شخص مٹھیاں بھر بھر کر تم پر خرچ کرے گا۔ یعنی پُوری فراخ دلی اور کامل سخاوت کے ساتھ تمہارے مصارف میں اپنا مال خرچ کرے گا۔ وہ صادق الایمان صاحبِ احسان ہے، خداوندا! عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنّت کی نہر سلسبیل سے سیراب کر۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن دس حضرات میں ہیں کہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنّت کی ضمانت دی ہے، بشارت دی ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی فضیلتیں آتی ہیں تمام جگہ شاملِ جہاد رہے ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے محبت فرماتے تھے ان کی تعریف فرماتے تھے اور خُدا نے اِن کو تجارت میں بہت ہی زیادہ برکت عطا فرمائی۔

نبی علیہ السّلام نے ان کو انصاری کا بھائی بنا دیا!

جب یہ مدینہ منوّرہ آئے تو ان سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ کیا تھا کہ ایک انصاری کو اُن کا بھائی بنا دیا تھا کہ تم دونوں آپس میں بھائی ہو۔

انصاری صحابی کا مال اور بیوی سے مُنہ بولے بھائی کے حق میں دست برداری کا جذبہ

تو جو انصاری اِن کے بھائی تھے اُنھوں نے کہا کہ میرا مال آدھا تمہارا اور آدھا میرا اور میرے پاس دو بیویاں ہیں، جو تم کو ان میں سے پسند ہے اُس کو میں چھوڑے دیتا ہوں تم شادی کر لو۔

اس وقت تک پردہ کا حکم نہیں ہوا تھا بے پردگی پردے کے مقابلہ میں فرسوُدہ ہے پردہ کا حکم بعد میں آیا

اور پردہ تو تھا نہیں اُس وقت تک اور بھائی بنے تھے دیکھا بھالا ہوگا رہے ہوں گے گھر میں اس لیے کہہ دیا کہ جو پسند ہوگی تمہیں میں چھوڑ دونگا۔

اُس سے تم شادی کر لینا، تو اِس سے زیادہ قربانی اور کیا ہو سکتی ہے۔

محسن کو دُعا اور شُکر گزاری

تو اِنھوں نے اس کو دُعا دی اور فرمایا جواب میں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت دے تمہارے گھر والوں میں برکت دے۔ بیویوں میں برکت دے، بچّوں میں برکت دے، بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ

انحصار کے بجائے پائیداری کی طرف قدم

بس ایسے کریں کہ میرا تعارف کرادیں بازار میں دُلَّنِيْ عَلَى السُّوْقِ مواقع بھی دکھادیں اور بازار میں جو کوئی جاننے والے لوگ ہیں آپ کے ان سے تعارف کرادیں۔ اُنھوں نے تعارف کرا دیا اور اُنھوں نے خرید و فروخت شروع کر دی، مال لے لیتے تھے اور فروخت کر دیتے تھے، تو پہلے ہی دن نفع ہوا اُس کے بعد پھر مسلسل یہ بازار جاتے رہے جتنی دیر موقع ملتا تھا کام کرتے تھے۔ پھر چلے آتے تھے اِس طرح روزانہ کا اِن کا معمول رہا۔

ترقی، شادی، سادگی

حتّٰی کہ خُدا نے اِن کو اتنی استطاعت بخش دی کہ پھر انھوں نے وہاں شادی کر لی اور شادی میں سادگی رہی ہے بہت زیادہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی نہیں بتایا کہ میں شادی کر رہا ہوں حالانکہ اتنے مقرب تھے۔ شروع سے ساتھ تھا، ایسے ہوا کہ عورتوں کی خوشبو جو عورتیں استعمال کرتی تھیں وہ الگ تھی، وہ اِن کے کپڑوں پر آپ نے دیکھی (جو اہلیہ سے اختلاط کی وجہ سے لگ گئی تھی)، تو دریافت فرمایا کہ یہ کیسی خوشبو ہے؟ کیا تم نے شادی کر لی ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ جی ہاں، تو کہاں کی ہے وہاں کی ہے کیا دیا ہے مہر میں؟ وہ بھی بتایا کہ یہ دیا ہے۔

ولیمہ کی تعلیم

تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر ایک مسئلہ بتلایا وہ یہ کہ ولیمہ کرلو اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ولیمہ کرلو چاہے ایک بکری کا ہی ہو۔

بکری ان کے ہاں عام طور پر پائی جاتی تھی

اُن کے لیے بکری ایسی چیز تھی کہ ہر گھر میں تھی ہر آدمی رکھتا تھا، یہ اُن کے یہاں کا دستور تھا اور اس کا تعلق اللہ تعالیٰ نے آب و ہَوا سے بھی رکھا ہے اس کا دُودھ بھی ٹھنڈا ہے وہاں کی آب و ہَوا گرم ہے اُن کی غذاؤں میں کھجور داخل ہے۔ کھجور بھی معتدل ہے جیسی ہے مگر قدرے گرمی مائل ہے تو اُن چیزوں سے

لحاظ سے دیکھا جائے تو بکری کا دُودھ اُن کے لیے بہت بہتر غذا ہے تو بکری ہر ایک کے یہاں ہوتی تھی، کوئی خاص بات ہی نہیں تھی اُنھوں نے اِس مسئلے پر عمل کر لیا ہوگا۔ بعد میں حدیث شریف میں کوئی ذکر نہیں آتا۔ بس مسئلہ بتایا کہ ولیمہ کر دو۔ وَلَوْ بِشَاۃٍ ، اُس کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کاروبار بڑھتا ہی چلا گیا، بہت زیادہ بڑھا یا کاروبار کو، بس قدرتی طور پر۔

مال میں برکت، بیویوں کا ترکہ اور سخاوت

برکت ہی برکت جیسے ہوتی چلی گئی تو اِن کے ترکہ کا جو آٹھواں حصّہ تھا بیویوں کے لیے وہ بھی بہت زیادہ تھا، وہ پانچ کروڑ کے قریب بنتا تھا۔ اور جب وفات ہُوئی تو اُنھوں نے کہا تھا کہ جتنے بدری حضرات ہیں اہلِ بدر ہیں اُن کو میرے مال میں سے سَو سَو دینار دے دیے جائیں، چنانچہ اس وقت شمار کیے گئے تو اہلِ بدر سَو تھے اِن میں حضرت علی بھی تھے حضرت عثمان بھی تھے رضی اللہ عنہما تو اِن سب کو دیا گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی لیا۔

مال + تقوٰی

تو بہت عجیب حال تھا تقوٰی کا۔ ایک دن روزہ تھا کھانا آیا افطار کے لیے، بہتر کھانا ہوگا اُسے دیکھ کر فرمانے لگے ہمارے ایک ساتھی تھے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکّہ مکرمہ کے رہنے والے تھے متمول گھرانے کے تھے جو جو لوگ متمول ہوتے تھے اُن کا لباس ریشمی ہوتا تھا۔ اوڑھنا بچھونا بھی ریشمی، لباس بھی ریشمی۔ جب مُسلمان ہوگئے تو تمام چیزوں سے محروم ہوگئے (کفّار کی جانب سے) بائیکاٹ کر دیا۔ اس کے بعد پھر رفتہ رفتہ ہوتے ہوتے یہ حال ہُوا کہ کچھ بھی نہ رہا۔ مدینہ شریف آ گئے، یہاں تعلیم دیتے رہے، حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی اور دوسرے حضرات چند صحابہ آئے مدینہ منوّرہ اور تعلیم و تبلیغ کی، یہاں مُسلمان ہوتے چلے گئے لوگ

دعوت اور عہدِ وفا

اور اتنے ہُوئے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دعوت دی مدینہ منوّرہ آنے کی اور یہ وعدہ کیا ہم وفادار رہیں گے اور اپنے اہل و عیال اور بچّوں کی طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہر چیز کا خیال رکھتا ہے آدمی ذرا غائب ہو بچّہ تو فورًا دوڑتا ہے کہ کہاں گیا، کدھر گیا تلاش کرتے ہیں۔ نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے یہ عہد کیا تھا کہ اس طرح ہم جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ وفادار رہیں گے۔ یہ کام انھوں نے کیا تھا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کا

اس میں بڑا دخل ہے، لیکن اپنے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ فقر وفاقہ + سکون وبشاشت

آخر یہ وقت آگیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ ہجرت کرکر تشریف لائے جب تشریف لائے تو دیکھا مصعب بن عمیرؓ کو کہ اِن کا جو کپڑا ہے بدن پر اس میں چمڑے کا پیوند ہے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طبیعت پر بہت اثر ہُوا آنسو آئے تو اُنھوں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خیال آگیا کہ تمہارا اُس زمانے میں کیا حال تھا اور اَب تم کس حال پر ہو اُنھوں نے کہا کہ میں اِس میں بہت خوش ہوں، بدر کی لڑائی میں شامل ہُوئے اور اُحد میں شہید ہُوئے۔ جب وہ شہید ہوئے تو اُن کا اور دوسرے شہداء کا بھی ایسا ہی حال تھا کہ پُورے بدن پر پُورے کپڑے نہیں تھے۔

شہید کو غسل نہیں دیا جاتا کپڑے بھی نہیں بدلے جاتے

لباس تو ان کا وہی رہا جو بدن پر تھا، نہلایا بھی نہیں گیا، شہداء کو غسل نہیں دیا جاتا، چادر سے ڈھانپ دیا گیا نماز پڑھی گئی۔ جب ڈھانپنے لگے تو اِن کا یہ تھا کہ سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں کُھل جاتے تھے پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر کھل جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سر پر کپڑا کر دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔

اصل بات کی طرف رجوع

تو جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ کھانا لایا گیا تو اس میں طرح طرح کی نعمتیں تھیں جو اِن کے اندازے سے بہت نعمتیں شمار ہوتی تھیں، ورنہ سادا ہی کھانا تھا صحابہ کرام کا۔

مُسلمانوں میں پہلی بدعت

وہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلی جو بدعت ایجاد ہُوئی ہے مُسلمانوں میں وہ پیٹ بھر کر کھانا کھانا ہے ورنہ یہ تھا ہی نہیں پہلے، تو انہیں یاد آگیا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ اور ان کا حال، ذکر کرنے لگے اور رونے لگے کھانا اُٹھا لیا، کھانا نہیں کھا سکے، روزے سے تھے اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں تو دُنیا ہی میں نعمتیں مل گئیں شاید، اور ان کا یہ حال تھا، تو اُن کو نعمتیں آخرت میں ملیں گی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہمیں دُنیا ہی میں مل گئیں۔ اس ڈر اور اندیشہ اور خوفِ خُدا کی وجہ سے یہ اُنھوں نے اظہار کیا مال ان کے پاس ہمیشہ رہا اور خرچ بھی ہمیشہ کرتے رہے، کوئی ضرورت دینی پیش آتی تھی تو اُس میں خرچ میں کوئی کمی نہیں، کوئی تأمل نہیں۔

نبی علیہ السّلام کی اپنی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات کے لیے فکر مند ہونا

یہاں یہ آتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

ان کے مال میں خصوصی برکت تھی

جس طرف کام لگتے تھے پھر برکت ہو جاتی تھی یہ ایسے تھا کہ جیسے خُدا کی مرضی ہو کیونکہ آدمی اگر نفع بھی زیادہ نہ لے اور کاروبار بھی زیادہ پھیل جائے بڑھ جائے تو یہ خُدا کی طرف سے ہے۔

کمائی کے لیے ناجائز ذرائع استعمال کرنا غلط ہے

اگر وہ نفع کما رہا ہے چوبازاری کر رہا ہے، ناجائز ذرائع اختیار کر رہا ہے کسی طرح سے بھی ناجائز کوششیں کر رہا ہے وہ بالکل غلط ہے اِن میں سے کوئی بات ان حضرات میں نہیں تھی۔ ایک صحابی کا ذکر آتا ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھیجا تھا اُن کو کہ جاؤ بکری لے آؤ وہ اُنھوں نے ایسے کیا ایک سودا لیا پھر دوسرا پھر تیسرا خرید و فروخت کی اور دو بکریاں لے آئے ایک کے بجائے گویا خرید و فروخت کرتے رہے اور جتنے پیسے تھے وہ دوگنے ہوگئے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو دُعا دی۔

آپ کی دُعا کی برکت، مٹی بھی خریدتے تو نفع ہو جاتا تھا

اب ان کا یہ حال تھا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تھے تو نفع ہو جاتا تھا۔

نفع کی وجہ سے صحابہ کرام انکے ساتھ تجارت میں شرکت کر لیتے تھے

اور صحابہ کرام کا اُن کے ساتھ یہ معاملہ ہو گیا تھا کہ جب وہ اُنھیں دیکھتے تھے کہ بازار میں خرید و فروخت کے لیے جا رہے ہیں تو پھر یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے بھی شریک کر لو۔ مطلب یہ تھا کہ اُنھیں نقصان تو ہُوا نہیں تو چند بار بازار میں وہ خرید و فروخت کرتے تھے اُس کے بعد اُن کو اتنا بچ جاتا تھا کہ اُونٹنی لے آتے تھے پھر اُس پہ مزید لاد کر لے آتے تھے تو اس طرح کی چیزیں بس دو تین صحابہ کرام کے بارے میں ہیں اور غیر معمولی برکت اللہ تعالیٰ نے اِن کو عنایت فرمائی تھی۔

مال جمع کرتے رہنا ثابت نہیں

ورنہ جمع کرنا مال کا یہ ثابت نہیں ہے بلکہ وہ خرچ بھی کثرت سے کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے (آمین)

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا کرتے تھے۔ اِنَّ اَمْرَکُنَّ مِمَّا یُھِمُّنِیْ مِنْ بَعْدِیْ، تمہارا معاملہ ایسا ہے کہ جسے میں سوچتا ہوں کہ کیا ہوگا۔

اہل بیت کی خدمت، صدیقین وصابرین کا مرتبہ

وَلَنْ یَّصْبِرَ عَلَیْکُنَّ اِلَّا الصَّابِرُوْنَ الصِّدِّیْقُوْنَ، اور تمہاری خدمت گزاری پر صرف وہ لوگ جمے رہیں گے اور قائم رہیں گے جو بڑے ہی ثابت قدم ہوں، صابر ہوں اور صدیق ہوں یعنی دل میں اُن کے نہایت درجے سچائی ہو وہی لوگ جمے رہیں گے تمہاری خدمت کرتے رہیں گے تو ایسی تعداد کم ہی لوگوں کی ہوتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں یَعْنِیْ اَلْمُتَصَدِّقِیْنَ اُن کے نزدیک یہ تھا۔ صدیق کا مطلب کہ وہ لوگ کہ جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہوں، یہ لوگ لگے رہیں گے تمہاری خدمت میں، خدمت کیا کریں گے

خدمت پر اہلِ بیت کی طرف سے دُعائیں

حضرت عائشہ رضؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کے بیٹے سے جو اِن کے شاگرد تھے اور بہت بڑے علّامہ تھے ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن اِن سے فرمانے لگیں تسلی دے رہی ہوں گی سقی اللّٰہُ اَبَاکَ مِنْ سَلْسَبِیْلِ الْجَنَّۃِ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے والد کو جنّت کی سلسبیل سے سیراب کرے یہ سلسبیل جنّت میں ایک چشمہ ہے۔

قیمتی باغ کا عطیہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے تَصَدَّقَ عَلٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِحَدِیْقَۃٍ بِیْعَتْ بِاَرْبَعِیْنَ اَلْفًا۔ اُنھوں نے ازواج مطہرات کے لیے ایک باغ دے دیا تھا، وہ باغ قیمتی تھا اُس زمانے میں چالیس ہزار درہم میں فروخت کیا گیا بہت بڑی چیز تھی اُس زمانے میں اور اِس کے بعد میں اُنھوں نے یہ دعا دی، حدیث سریف میں اور بھی اس طرح کے کلمات آئے ہیں، اِنھوں نے دوسرے کلمات کہے ہیں صَادِقُ الْوَعْدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ یَحْنُوْ عَلَیْکُنَّ بَعْدِیْ ھُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ وہ آدمی جو میرے بعد تمہیں اس طرح بھر بھر کر دے گا تو وہ صادق سچا اَلْبَارُّ نیکوکار ہوگا۔ تو یہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہا دونوں، کے دونوں جن کے پاس مال زائد ہوتا تھا اور وہ اس کو بے حساب خرچ کرتے رہتے تھے اور خدا پھر

حدیث (۶) فرمایا رحمت عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ (اپنے) ساتھیوں میں اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو (اپنے) ساتھیوں کے لیے (حسن اخلاق میں) سب سے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لیے سب سے بہتر ہو (ترمذی عن عبداللہ بن عمرؓ)

حدیث (۷) فرمایا حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جب تُو سُنے کہ پڑوسی کہہ رہے ہیں کہ تو نے اچھا کیا تو (سمجھ لے کہ) تو نے اچھا کیا اور اگر وہ کہہ رہے ہیں کہ تُو نے بُرا کیا تو (جان لے کہ) تُو نے بُرا کیا (ابن ماجہ عن ابن مسعودؓ)

حدیث (۸) فرمایا حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس سے خیر کی اُمّید کی جاتی ہو اور (لوگوں کو یُوں) اطمینان ہو کہ اس سے شر یعنی بُرائی نہ پہنچے گی اور تم میں سب سے بُرا وہ ہے جس سے خیر کی اُمّید نہ کی جاتی ہو اور جس کے شر سے (لوگوں کو) بے خوفی نہ ہو۔

(ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

تواضع کی فضیلت

حدیث (۹) فرمایا رسول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جو اللہ کے لیے تواضع کرے اسے اللہ تعالیٰ بلند فرمائیں گے (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا اور جس نے تکبّر کیا اللہ تعالیٰ اسے گرا دیں گے (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ لوگوں کی نظر میں چھوٹا اور اپنے نفس میں بڑا ہوگا۔ (پھر فرمایا کہ) لوگوں کے نزدیک وہ کتّے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔ (بیہقی فی الشعب عن عمرؓ)

ڈھل مل ارادہ والے نہ بنو

حدیث (۱۰) فرمایا نبی الرحمت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ تم ڈھل مل ارادہ والے بن کر یُوں نہ کہو کہ لوگ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی اچھائی سے پیش آئیں گے اور لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے ———— بلکہ اپنے نفسوں کو اس پہ آمادہ کرو کہ (برابر) خُوبی ہی کا برتاؤ رکھو، اگر لوگ خُوبی سے پیش آئیں تو (بھی) تم خُوبی سے پیش آؤ اور اگر لوگ بُرا برتاؤ کریں تو تم (جواب میں)

چہل احادیث

متعلقہ اخلاق حسنہ

مولانا عاشق الٰہی صاحب مدینہ منوّرہ

حدیث (۱) فرمایا رحمۃ للعالمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ مَیں (خدا کی طرف سے اس لیے) بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کر دوں (موطا مالک) ف :- ہمیشہ سے تمام انبیاء کرام (علیہم السّلام) نے تعلیم دی ہے اور اس تعلیم کو درجۂ کمال تک پہنچانے کے لیے نبی آخرالزماں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بعثت ہوئی آپ نے عمل سے اور قول سے ——— جن اخلاق کی تعلیم دی وہی اخلاق سب سے بلند اور اعلیٰ ہیں ان سے اچھے اخلاق کوئی پیش نہیں کر سکتا ، اخلاق نبوّت کو اختیار کرنا ہی صحیح انسانیت ہے ۔

حدیث (۲) فرمایا معلم الاخلاق صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بلا شُبہ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ، بَیں تو رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں (مسلم عن ابی ہریرہ رضؓ)

حدیث (۳) فرمایا معلم انسانیت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ بلا شبہ قیامت کے روز سب سے زیادہ بھاری چیز جو مومن کی ترازو میں رکھی جائے گی وہ اس کا اچھا اخلاق ہوگا (پھر فرمایا کہ) بلا شبہ فحش گو (اور) بدکلام سے اللہ تعالیٰ کو بغض (یعنی دشمنی) ہے (ترمذی عن ابی الدرداء رضؓ)

حدیث (۴) فرمایا فخر بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ ایمان والوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں ۔ (ابو داؤد عن ابی ہریرہ رضؓ)

حدیث (۵) فرمایا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ بلا شبہ اچھے اخلاق کی وجہ سے مومن (بندہ) اس شخص کا مرتبہ پا لیتا ہے جو رات کو (تہجّد میں) کھڑا رہے اور دن میں (نفلی) روزہ رکھا کرے ۔
(ایضًا عن عائشہ رضؓ)

ظلم نہ کرو۔ (ترمذی عن حذیفہ رض)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا خطاب

حدیث (۱۱) فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ موسیٰ علیہ السّلام نے (اللہ پاک سے) عرض کیا کہ اے پروردگار آپ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ کون عزیز ہے ؟ اللہ پاک نے جواب دیا کہ جو (انتقام) کی قدرت ہوتے ہُوتے معاف کردے (بیہقی فی الشعب عن ابی ہریرہ رض)

مؤمن الفت والا ہوتا ہے

حدیث (۱۲) فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ مومن اُلفت والا ہوتا ہے اور اس میں کوئی بھلائی نہیں جو اُلفت نہیں رکھتا اور جس سے لوگ اُلفت نہیں رکھتے۔ (احمد عن ابی ہریرہ رض)

مُسلمان آپس میں مل کر کیسے رہیں ؟

حدیث (۱۳) فرمایا حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ سب مومن (آپس کی محبّت والفت اور وحدت میں) ایک ہی شخص کی طرح ہیں اگر آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے تو پُورے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر سر میں تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم عن نعمان بشیر رض)

فائدہ : یعنی آپس مسلمانوں کو ایسا ہونا چاہیے جیسے وہ سب ایک جسم کے حصے ہیں۔ ایک کی تکلیف سے سب کو بے قرار ہونا چاہیے۔

حدیث (۱۴) فرمایا: رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ مومن، مومن کے لیے (کھڑی ہوئی) عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصّہ دوسرے حصّے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپؐ نے (مُسلمانوں کی وحدت و یگانگت کی مثال بتانے کے لیے) ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر جال بنا کر دکھایا۔ (بخاری ومسلم عن ابی موسیٰ رض)

حدیث (۱۵) فرمایا: خاتم الانبیا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ سو اگر اپنے بھائی کو کسی تکلیف میں دیکھے تو اُس کو دُور کر دے۔ (ترمذی عن ابی ہریرہ رض)

حدیث (۱۶) فرمایا فخرِ بنی آدم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ مُسلمان مُسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اُس کو مصیبت میں ڈالے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پُوری کرنے میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پُوری کر دیتا ہے اور جو شخص کسی مُسلمان کی پریشانی دُور کر دے قیامت کے روز کی پریشانیوں میں سے خدا تعالیٰ اس کی ایک پریشانی دُور فرما دے گا اور جس نے کسی مُسلمان کی عیب پوشی کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی عیب پوشی فرمائے گا۔ (بخاری و مسلم عن ابن عمرؓ)

حدیث (۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مُسلمان مُسلمان کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرے نہ اُس کو بے کس چھوڑے (کہ اس کی مصیبت میں کام نہ آئے) اور نہ اس کو حقیر جانے، پھر اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرما کر آپ نے تین بار فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے یہاں ہے، یہاں ہے (مزید فرمایا کہ) انسان کے بُرا ہونے کے لیے کافی ہے کہ مُسلمان بھائی حقیر جانے مُسلمان مُسلمان پر سب کچھ حرام ہے اس کا خُون بھی، اس کا مال بھی اس کی آبرو بھی۔ (رواہ مسلم)

یعنی ہر مسلمان دوسرے مُسلمان کو نہ قتل کرے نہ بلا طیب خاطر کے اس کا مال لے، نہ اُسکی بے آبروئی کرے۔

حدیث (۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے کسی اُمّتی کی حاجت پُوری کر دی تاکہ اس کو خوش کرے اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اُس کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

اللہ کے لیے محبّت کرنا اور آپس میں مل کر بیٹھنا

حدیث (۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا یقیناً جنّت میں یاقوت کے ستون ہیں جس پر زبرجد کی کھڑکیاں ہیں جن کے کھلے ہوئے دروازے ہیں جو روشن ستارہ کی طرح چمکتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اُن میں کون رہے گا؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے لیے محبّت کرنے والے اور اللہ کے بارے میں ساتھ بیٹھنے والے اور اللہ کے بارے میں آپس میں ملاقات رکھنے والے (بیہقی فی الشعب)

حدیث (۲۰) فرماتے سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے روز

فرمائیں گے کہ کہاں ہیں میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے آج میں ان اپنے سایہ میں رکھوں گا جبکہ میرے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہے۔ (مسلم عن ابی ہریرہ رضؓ)

حدیث (۲۱) حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوذر بتاؤ ایمان کا کونسا کڑا زیادہ مضبوط ہے انھوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا اچھا سُنو وہ کڑا یہ ہے) اللہ کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ کے بارے میں محبت کرنا اور اللہ کے بارے میں بغض رکھنا۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

والدین کے ساتھ حسن سلوک

حدیث (۲۲) فرمایا سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے (ترمذی عن عبداللہ بن عمروؓ)

حدیث (۲۳) فرمایا شافع محشر صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ باپ جنت کے دروازوں میں سب سے اچھا دروازہ ہے اب تجھ کو اختیار ہے کہ اس دروازے کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔

حدیث (۲۴) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوکر ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اولاد پر والدین کا کیا حق ہے؟

آپ نے فرمایا وہ دونوں تیرے لیے جنّت اور دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ عن ابی اُمامہ)

مطلب یہ ہے کہ ان کو راضی رکھنے سے جنّت ملے گی اور ناراض رکھنے میں دوزخ کی سزا بھگتنی ہوگی۔

بڑے بھائی کا مرتبہ

فرمایا سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ بڑے بھائیوں کا حق چھوٹے بھائیوں پر ایسا ہے جیسے والدین کا حق اولاد پر ہے۔ (بیہقی فی الشعب عن سعید بن العاصؓ)

صلہ رحمی کی فضیلت

حدیث (۲۵) فرمایا شفیع المذنبین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ جس کی خواہش ہو کہ اس کا رزق بڑھایا جائے اور اس کی عمر بڑھادی جائے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری عن انس رضی اللہ عنہ)

آپس میں رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے اور میل و محبت سے رہنے کو صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اس کے دو فائدے بتاتے۔ اوّل رزق زیادہ ہو جانا۔ دوم عمر بڑھنا، آپس میں رشتہ دار ملتے جلتے تو ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اس کا حکم دیا ہے جو شخص اسلام کا حکم سمجھ کر یہ عمل کرے گا اسے ثواب بھی ملے گا اور وہ فائدے بھی حاصل ہوں گے جن کا حدیث شریف میں ذکر فرمایا ہے، بہت سے لوگ آپس میں بگاڑ لیتے ہیں اور تعلقات باقی نہیں رکھتے یہ لوگ صلہ رحمی کے ثواب اور برکات سے محروم رہتے ہیں اور گناہگار بھی ہوتے ہیں

حدیث (۲۶) فرمایا سیّد البشر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ بدلہ اُتارنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب رشتہ داروں کی طرف سے تعلق توڑا جائے تو وہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ (بخاری عن ابن عمرؓ)

اس حدیث میں ہے کہ رشتہ دار تم سے تعلق توڑ دیں تو تم تعلق جوڑے رکھو یہ نہ سوچو کہ وہ لوگ نہیں ملتے تو مَیں کیوں ملوں یہ نظر یہ بدلہ اُتار دینے کا ہے مؤمن بندہ کا یہ طریقہ نہیں وہ اللہ کے لیے تعلق رکھتا ہے۔

حدیث (۲۷) فرمایا شافع محشر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ میرے رب نے مجھے نو چیزوں کا حکم فرمایا ہے (یعنی احکام تو بہت ہیں، مگر یہ تو حکم بہت خاص الخاص ہیں۔

پوشیدہ اور علانیہ اللہ سے ڈرنا (۲) غصّہ اور رضامندی میں انصاف کا کلمہ کہنا (۳) امیری اور غریبی میں درمیانہ طریقہ پر خرچ کرنا (۴) اور یہ کہ جو شخص مجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق جوڑے رکھوں گا۔ (۵) اور یہ کہ جو شخص مجھے (میرے حق سے) محروم کرے مَیں اُسے دوں (۶) اور یہ کہ جو شخص مجھ پر ظلم کرے اسے معاف کردوں (۷) اور یہ کہ میری خاموشی (غور و فکر کی خاموشی) ہو اور (۸) میرا بولنا (اللہ کا) ذکر ہو اور (۹) میری نظر عبرت کی نظر) ہو اور (یہ بھی حکم فرمایا کہ بھلائی کا حکم کروں۔ (رزین عن ابی ہریرہ رضؓ)

قطع تعلّق کا وبال

حدیث (۲۸) فرمایا سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ ہر ہفتہ میں دو دن بارگاہ الٰہی میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ پیر کے دن اور جمعرات کے دن، پھر ہر مومن بندہ کی مغفرت کردی جاتی ہے سوائے اس شخص کے جس کے دل میں مسلمان بھائی کی طرف سے کینہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد

ہوتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک کہ آپس میں صلح نہ کرلیں۔ (مسلم عن ابی ہریرہ رضؓ)

حدیث (۲۹) فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ قطع رحمی کرنے والا جنّت میں داخل نہ ہوگا۔
(بخاری و مسلم عن جبیر بن مطعم)

حدیث (۳۰) فرمایا خاتم النّبیین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے مُسلمان بھائی سے قطع تعلّق کرے جس نے تین دن سے زیادہ تعلّق توڑے رکھا اور اسی حال میں مرگیا تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ (ابو داؤد عن ابی ہریرہ رضؓ)

ایک حدیث میں ہے کہ جب تین دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کرے جس سے تعلّق توڑ رکھا تھا اور اس کو سلام کرے اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہوگئے اور اگر اس نے جواب نہ دیا تو گنا ہگار ہوگا۔ اور سلام کرنے والا قطع تعلّقی کے گناہ سے نکل جائے گا۔

صلح کرادینے کا ثواب

حدیث (۳۱) حضرت ابو الدرداء رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ صحابہ کو خطاب کرکے فرمایا کیا تم کو وہ چیز نہ بتادوں جو روزوں کے درجے اور صدقہ کے درجے سے اور نماز کے درجے سے افضل ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں ارشاد فرمایئے۔ آپ نے فرمایا آپس میں صلح کرادینا (پھر فرمایا) اور آپس کا بگاڑ دین کو مونڈ دینے والا ہے (ترمذی عن ابی الدرداء رضؓ)

اس سے نفلی نماز اور نفلی روزہ اور نفلی صدقہ مراد ہے۔

عیادت کا ثواب

حدیث (۳۲) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور ثواب کی اُمید لے کر اپنے مُسلمان بھائی کی عیادت کرے تو جہنّم سے اتنا دُور کر دیا جائے گا جتنی دُور کوئی ساٹھ سال تک چلے۔ (ابو داؤد عن انس رضی اللہ عنہ)

(۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو آسمان سے ایک مُنادی یہ ندا دیتا ہے کہ تو خوش رہے اور تیرا چلنا بابرکت ہو اور تو نے جنّت میں گھر بنالیا۔ (ابن ماجہ)

یتیم کے ساتھ حسن سلوک

حدیث (۳۴) فرمایا رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلہ اس کے لیے بہت سی نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے کسی ایسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ اچھا سلوک کیا جو اُس کی کفالت میں ہے تو مَیں اور وہ جنّت میں اس طرح ساتھ ہوں گے جیسے یہ دو اُنگلیاں آپ نے دو انگلیاں ملاکر دکھائیں۔ (احمد و ترمذی عن ابی امامۃ)

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک

حدیث (۳۵) فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ وہ شخص جنّت میں داخل نہ ہو گا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی مطمئن نہ ہو۔ (مسلم عن انس رض)

حدیث (۳۶) فرمایا شافع محشر صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ وہ شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جو اپنا پیٹ بھرے اور اُس کا پڑوسی اُس کی بغل میں بھوکا ہو۔ (بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عبّاس رض)

حدیث (۳۷) فرمایا فخر کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب تو شوربہ پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کر اور اپنے پڑوسیوں کا خیال کر۔ (یعنی پانی بڑھا کر شوربہ زیادہ پکالے اور اس میں سے پڑوسیوں کو بھی دیا کر) (مسلم عن ابی ذر رض)

پردہ پوشی کا مرتبہ

حدیث (۳۸) فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جس نے (کسی کے عیب کی چیز دیکھی پھر اس کو پوشیدہ رکھا تو گویا اُس نے زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو زندہ کر دیا۔ (احمد و ترمذی)

سفارش کا ثواب

حدیث (۳۹) ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جب کوئی سائل یا صاحب حاجت آجاتا تو فرمایا کرتے تھے کہ تم مجھ سے سفارش کرکے ثواب میں شریک ہو جایا کرو اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو چاہے فیصلہ کر دے۔

(بخاری و مسلم عن ابی موسٰی)

مطلب یہ ہے کہ تم سفارش کر کے ثواب لے لیا کرو۔

معذرت قبول کرنا

حدیث (۴۰) فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جس نے اپنے بھائی کے سامنے معذرت ظاہر کی (اور معافی چاہی) اور دوسرے نے اس کا عذر قبول نہ کیا تو (اس عذر قبول نہ کرنے والے) کو اتنا بڑا گناہ ہوگا جتنا ظلماً عشر (یعنی ٹیکس) وصول کرنے والے کو ہوتا ہے۔

(بیہقی فی الشعب عن جابر)

خدمت کا ثواب

حدیث (۴۱) فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کہ (اپنی) جماعت کا سردار سفر میں وہ ہے جو اُن کا خادم ہے، جو شخص سفر کے ساتھیوں سے خدمت میں بڑھ گیا اس کے ساتھی کسی بھی کے ذریعہ اس سے نہ بڑھیں گے ہاں اگر کوئی شہید ہی ہو جائے تو وہ بڑھ جائے گا۔

(بیہقی فی الشعب عن سہل بن سعدؓ)

ساتھیوں کی خدمت دوسری نفل عبادتوں سے افضل ہے مرتبہ میں خدمت والے سے اگر کوئی بڑھے گا تو شہید ہی بڑھے گا۔

غیبت اور اُس کا وبال

حدیث (۴۲) فرمایا سرورِ کونین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے (حضرات صحابہؓ سے سوال فرماتے ہوئے)

کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ (ہی) خوب جانتے ہیں! فرمایا غیبت یہ ہے کہ اپنے (مسلمان) بھائی کو تُو اس طرح یاد کرے کہ اسے ناگوار ہو! کسی نے عرض کیا اگر وہ (خرابی اور عیب) میرے بھائی کے اندر موجود ہو جو میں بیان کرتا ہوں تو اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں وہ بات موجود ہے جسے تو بیان کرتا ہے تب ہی تو غیبت ہوئی اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے تب تو تُو نے اُسے بہتان لگایا۔ (مسلم)

حدیث (۴۳) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت کرنا زنا سے (بھی) زیادہ سخت ہے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی زنا کرکے توبہ کرلیتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور جس نے غیبت کی اس کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہی شخص معاف نہ کردے جس کی غیبت کی ہے۔ (بیہقی)

عُلماء نے لکھا ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اسے پتہ چل گیا ہو تو اس سے معافی مانگے اور اگر پتہ نہ چلا ہو تو اس کی مغفرت کی اتنی دُعا کرے کہ دل گواہی دے دے کہ غیبت کی تلافی ہوگئی۔

صبر کی فضیلت

حدیث (۴۴) فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو مسلمان، لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور اُن سے جو تکلیف پہنچتی ہے اس پر صبر کرتا ہے وہ اس شخص سے افضل ہے جو لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اور ان سے پہنچ جانے والی تکلیف پر صبر نہیں کرتا۔ (ترمذی عن ابن عمرؓ)

مخلوق کے احسان کرنا

حدیث (۴۵) فرمایا خاتم النّبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرے (بیہقی فی الشعب عن ابی ہریرہؓ) یعنی اللہ کی اولاد تو ہے نہیں اس کی مخلوق ہی اس کے کنبہ کے درجہ میں ہے جیسے تم اس سے خوش ہوتے ہو جو تمہارے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں۔

وھذا آخر الاحادیث من ھذہ الاربعینۃ والحمدللہ اولاً وآخرًا۔

جنابِ سید امین گیلانی صاحب

کثرتِ انواع اور حقیقتِ واحدہ

کثرتِ انواع

سب ہی انسان ہیں صُورت نہیں یکساں ہوتی ۔۔۔ خلق یکساں نہیں فطرت نہیں یکساں ہوتی
محتسب ہے کوئی قاضی ہے کوئی منصف ہے ۔۔۔ اہلِ منصب میں لیاقت نہیں یکساں ہوتی
وہ ہو لالہ کہ چنبیلی وہ ہو چنبہ کہ گلاب ۔۔۔ پھُول تو سب ہیں لطافت نہیں یکساں ہوتی
ملنے والے ہیں بہم بہرِ سکونِ خاطر!! ۔۔۔ دوست تو سب ہیں محبت نہیں یکساں ہوتی
کوئی حاسد کوئی کج فہم ہے کوئی نادان ۔۔۔ دُشمنوں سے بھی عداوت نہیں یکساں ہوتی
کوئی جاہل کوئی اَجہل ہے ابوجہل کوئی ۔۔۔ جاہلوں میں بھی جہالت نہیں یکساں ہوتی
کوئی ناداں، کوئی کم عقل ہے کوئی بے عقل ۔۔۔ اَحمقوں میں بھی حماقت نہیں یکساں ہوتی
ہاں رزالوں میں بھی ارزل ہے کوئی، کوئی رزیل ۔۔۔ سب رزیلوں میں رزالت نہیں یکساں ہوتی
عقل سب رکھتے ہیں ہر مسئلے میں سوچتے ہیں ۔۔۔ باوجود اِس کے فراست نہیں یکساں ہوتی
مختلف ہوتے ہیں مُلکوں کے مزاج اور موسم ۔۔۔ حکمرانوں کی سیاست نہیں یکساں ہوتی
سردیوں میں بھی برودت کبھی کم ہے کبھی بیش ۔۔۔ گرمیوں میں بھی حرارت نہیں یکساں ہوتی
مختلف خطوں میں ہیں مختلف آداب و رسوم ۔۔۔ سب مذاہب میں عبادت نہیں یکساں ہوتی
شیخ کے ساتھ اگرچہ ہے مریدوں کا ہجوم ۔۔۔ شیخ سے سب کی ارادت نہیں یکساں ہوتی
فنِّ ابلاغ تو سب سیکھ کے آتے ہیں مگر ۔۔۔ ہر مبلّغ میں بلاغت نہیں یکساں ہوتی
کوئی گھر میں ہے معزز کوئی دُنیا بھر میں ۔۔۔ اہلِ عزّت کی بھی عزّت نہیں یکساں ہوتی
مفلسی میں بھیؔ مساوی نہیں ہوتے مفلس ۔۔۔ اور امیروں میں بھی دولت نہیں یکساں ہوتی
مَیں نے دیکھے ہَیں شریفوں کے بھی انداز و مزاج ۔۔۔ سب شریفوں میں شرافت نہیں یکساں ہوتی

مَیں نے دیکھے ہیں بہت، ناز و نزاکت والے — سب حسینوں میں نزاکت نہیں یکساں ہوتی
وہ ہو رانجھا کہ مہینوال وہ وامق ہو کہ قیس — عشق ہے ایک، حکایت نہیں یکساں ہوتی
ایک ہی گھر میں جو اِک باپ کے دس بیٹے ہوں — باپ اِک ہوتا ہے، قسمت نہیں یکساں ہوتی
جنگ جب ہوگی تو اِک جیتے گا اِک ہارے گا — پس یہ ظاہر ہُوا طاقت نہیں یکساں ہوتی
موت ہر عمر کے انساں کو آ جاتی ہے — زندگی کرنے کی مُدّت نہیں یکساں ہوتی
دونوں اُڑتے ہیں فضا میں یہ حقیقت ہے، مگر — زاغ اور باز میں ہمّت نہیں یکساں ہوتی
ایک عالم میں ہیں آباد ہزاروں عالم — کیسے سب سمجھیں، بصیرت نہیں یکساں ہوتی
دم بھی ہم لے نہ سکیں رحمتِ یزداں کے بغیر — پھر بھی ہر شخص پہ رحمت نہیں یکساں ہوتی

حقیقتِ واحدہ

جنّ و انسان و مَلک ارض و سما، قلزم و کوہ — سب میں اُس "ایک" کی قدرت نہیں یکساں ہوتی؟
قوتِ برق ہے اِک اور ہزاروں ہیں "کلیں" — سب میں حرکت ہے پہ حرکت نہیں یکساں ہوتی
جسم میں کتنے ہی اعضا ہیں مگر رُوح ہے ایک — اور ہر عضو کی عادت نہیں یکساں ہوتی
مختلف جلوے حقیقت کا ہی پرتو ہیں امینؔ — کون کہتا ہے حقیقت نہیں یکساں ہوتی

جیسے خورشید ہے اِک اُس کی حرارت ہمہ گیر
یونہی انواع کی کثرت میں ہے وحدت ہمہ گیر

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے وہ ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہُوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہُوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے (ادارہ)

(قسط: ۳)

جنّت میں لے جانے والے کام

حکیم محمود احمد ظفر ۔ سیالکوٹ

۹۔ ایک خصلت سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنّت میں لے جانے والی یہ بیان فرمائی کہ مُسلمان کے سلام کا جواب دیا جائے ۔ سلام اور جواب اگرچہ واجب علی الکفایہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو چار شخص بیٹھے ہُوئے ہیں اور کسی نے انہیں سلام کیا تو سب کا جواب دینا ضروری نہیں بلکہ اگر ان میں سے ایک شخص بھی جواب دے دے تو کافی ہو جائے گا، لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہ گار ہوں گے ۔ سلام کا جواب اتنی بلند آواز سے دینا چاہیے کہ سلام کرنے والا سُن لے ۔ خط میں جو سلام لکھ کر آتا ہے اس کا جواب دینا بھی اسی طرح واجب ہے جس طرح زبانی سلام کا جواب واجب ہے ۔ سیّدنا عبداللہ بن عبّاس رضؓ یہی فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے کسی مُسلمان بھائی کا خط آئے اور تم اس کا جواب نہ دو تو تم گنہ گار ہو گے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

واذا حییتم بتحیة فحیّوا باحسن منہا أو ردّوھا　　(نساء: ۸۶)

اور جب تم کو سلام کیا جاتے تو تم بھی اس سے بہتر سلام کر دیا وہی پلٹ کر کہہ دو ——— یعنی جب کوئی تمہیں سلام کرے تو تمہارے اُوپر واجب ہے کہ تم اس کے سلام کا یا تو ایسا ہی جواب دو یا اس سے اعلیٰ اور افضل کلمات کے ساتھ جواب دو ۔ (سلام کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب "اسلامی آداب"

سلام کی تکمیل مصافحہ کرنا ہے ۔ چنانچہ امام ترمذیؒ سیّدنا انس بن مالک رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے آتا اور آپؐ سے مصافحہ کرتا تو آپ اس کے ہاتھ سے اپنا دست مُبارک اس وقت تک نہ کھینچتے جب تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا اور آپ اپنا چہرہ اس کے چہرے سے اس وقت تک نہیں ہٹاتے تھے جب تک وہ شخص خود اپنی

توجہ نہ ہٹا لیتا اور آپ کو اپنے کسی ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھا ہُوا نہیں دیکھا گیا۔

(ترمذی، جلد : ۴، ص : ۶۵۴)

اس سلسلہ میں سیّدنا انس رضؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا :

کوئی دو مُسلمان ایسے نہیں کہ وہ آپس میں ملیں اور باہم مصافحہ کریں اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ پر یہ واجب ہوجاتا ہے کہ اُن کے ہاتھ جُدا ہونے سے پہلے اُن کی مغفرت فرمادیں۔ (کشف الاستار جلد: ۲، ص : ۴۲۰)

علّامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام احمدؒ، بزارؒ اور ابو یعلی موصلیؒ نے روایت کیا ہے۔ مگر یہ کہ اُنھوں نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اپنے اُوپر یہ لازم کر لیتے ہیں کہ اُن کی دُعا قبول کرے اور اُن کے ہاتھ ایک دوسرے سے الگ ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مجمع الزوائد جلد : ۸ ص : ۳۶ - مسند احمد کے رجال صحیح رجال ہیں۔

۱۰۔ جنت میں داخلہ کے خصائل میں سے ایک خصلت یہ ہے کہ مُسلمان کی دعوت قبول کی جائے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا : جب تم میں سے کسی شخص کو اس کا مُسلمان بھائی دعوت دے تو اسے قبول کرنا چاہیئے۔ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور دعوت ہو۔ (مسلم جلد ۲ ص ۱۰۵۳)

اور سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد بھی ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے اس میں جانا چاہیئے۔ (مسلم جلد : ۲ ص : ۱۰۵۳)

بعض حضرات کے نزدیک ولیمہ کی دعوت سے مُراد ہر اس کھانے کی دعوت ہے جو چند لوگوں کے لیے تیار کی جائے۔

سیّدنا ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرلے۔ پھر اگر روزہ دار ہو تو (صاحب خانہ کے لیے) دعائے خیر وغیرہ کر دے (بعض نے کہا ہے کہ وہاں نماز پڑھ لے) اور اگر روزہ نہ ہو تو کھانا کھالے۔ (مسلم جلد ۲ ص: ۱۰۵۴)

سیّدنا جابر رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد کہ جب تم میں سے کسی

شخص کو کسی کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ اسے قبول کرلے۔ پھر اگر دل چاہے تو کھالے ورنہ چھوڑ دے۔ (مسلم جلد: ۲ ص: ۱۰۵۴)

اگر کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور اس کے ساتھ کچھ ایسے آدمی بھی ہوں جو اس دعوت میں مدعو نہ ہوں تو ایسی صورت میں صاحب خانہ سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے تاکہ اسے ملال خاطر نہ ہو۔ چنانچہ سیدنا ابومسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی اور آپ کے پانچ آدمیوں کے لیے کھانا پکایا۔ ان حضرات کے ساتھ ایک اور صاحب ہولیے۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم جب دعوت دینے والے کے دروازہ پر پہنچے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آگئے ہیں۔ اگر تم اجازت دو تو کھانا کھالیں گے ورنہ واپس چلے جائیں گے صاحب خانہ نے کہا: یارسول اللہ! میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔ (مسلم جلد: ۳، ص ۱۶۰۸)

اسی سلسلہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: دعوت دینے والا جب تمہیں دعوت دے تو اس کو قبول کرو اور حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرو اور ہدیہ کو رَد نہ کرو اور مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

(کشف الاستار ج:۲ ص۱۵۲۔ مجمع الزوائد جلد ۴ ص۵۲)

علماء نے لکھا ہے کہ دعوت کے چھوڑنے کے سلسلہ میں کوئی عذر قبول نہیں ہے، مگر یہ کہ دعوت والی جگہ میں منشیات کا استعمال ہو رہا ہے یا کسی اور حرام چیز کا ارتکاب ہو رہا ہو یا وہاں خلافِ شریعت کام ہو رہا ہو یا کسی فاسق و فاجر کے اعزاز میں وہ دعوت منعقد کی گئی ہو تو ایسی صورتوں میں دعوت کو ہرگز قبول نہیں کرنا چاہیے۔

۱۱۔ ان خصائل میں سے ایک خصلت سلام میں پہل کرنا بھی ہے۔ سلام کے جواب دینے کے بارہ میں تو ہم گزشتہ سطور میں بھی بیان کر آئے ہیں، لیکن سلام میں پہل کرنا اور اس کو عام کرنا یہ الگ ایک بہت بڑا عمل ہے جو آدمی کو جنّت میں لے جاتا ہے۔ اسلام چونکہ مدنیت پر مشتمل دین ہے اس لیے اس میں مسلمان کی سوشل لائف پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اسلام نے

آپس میں ملاقات اور رخصت ہوتے وقت سلام کرنے کو ایک مَدَنی مظاہر میں سے ایک مظہر کے طور پر مشروع قرار دیا ہے۔ اسلام کے اس سلام کی شان یہ ہے کہ اس سے دلوں میں الفت اور محبت پیدا ہوتی ہے جو ایک مُسلمان کے دوسرے مسلمان کے ساتھ تعلّق کو مربوط اور مضبوط بناتی ہے، چنانچہ سیّدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے: تم اس وقت تک جنّت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ بن جاؤ۔ اور تم مومن اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک آپس میں محبّت نہ کرو کیا مَیں تمہیں ایسی شے نہ بتلاؤں جسے اگر تم کرلو تو آپس میں محبت و اُلفت پیدا ہو گی۔ آپس میں سلام کو عام کرو۔

(مسلم ج: ۱ ص۵۴)

سلام کو عام کرنے کے لیے ترغیب دی گئی اور کہا گیا کہ سلام صرف جان پہچان والے ہی کو نہ کرو بلکہ ہر مُسلمان کو سلام کرو خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ سلام میں پہل کرنا تقرب الٰہی کا باعث ہوتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا سب سے مقرب بندہ وہ ہے جو سلام میں ابتدار اور پہل کرے

(سنن ابی داؤد، ج:۲ ص۶۴۱)

ایک صحابی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو تمہارے لیے تمہارے بھائی کی دوستی کو خالص کر دیں گی: یہ کہ جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کو کشادہ کرو اور اس کے پسندیدہ نام سے اس کو پکارو۔ (طبرانی معجم اوسط)

بخاری اور مسلم میں ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب سیّدنا آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو اُن سے فرمایا کہ ان فرشتوں کو سلام کرو۔ فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور دیکھو کہ وہ آپ کو کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر یہ آپ اور آپ کی اولاد کے لیے سلام مقرر ہو جائے گا۔ چنانچہ سیّدنا آدم علیہ السّلام نے فرشتوں کو جاکر السلام علیکم کہا۔ فرشتوں نے جواب میں "السلام علیک ورحمۃ اللہ" کہا

اور حضرت آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں رحمۃ اللہ بڑھا دیا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت سیّد عمار رضؓ سے ہے فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس نے اُنہیں جمع کرلیا اُس نے ایمان کو جمع کرلیا ـــــ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنا اور سب کو سلام کرنا اور تنگی میں خرچ کرنا۔

اسی سلسلہ میں امام ترمذی نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ اور سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ۔

(ترمذی ج ۴ ص ۲۸۷ و قال حسن صحیح)

سیّدنا عمران بن حصین رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہُوا اور السّلام علیکم کہا۔ سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: دس نیکیاں مل گئیں۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اُنھوں نے السّلام علیکم و رحمۃ اللہ کہا اس پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: بیس نیکیاں مل گئیں۔ پھر ایک اور تیسرا شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ تو نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: تیس نیکیاں مل گئیں۔ (ترمذی ج ۵ ص: ۱۵۲)

سیّدنا عمار رضؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ایمان کی علامت ہیں۔ تنگی میں خرچ کرنا اور سب کو سلام کرنا اور اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنا۔ (کشف الاستار ج: ۱ ص: ۲۵، مجمع الزوائد ج: ۱ ص: ۵۶)

سلام کرنا سنّت مؤکدہ ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے ایک آدمی کا پُوری جماعت کو سلام کرنا کافی ہے، چنانچہ سیّدنا علی رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی جماعت گزرے تو اُن میں سے ایک آدمی کو سلام کرنا کافی ہے اور بیٹھنے والوں میں سے ایک کا جواب دینا کافی ہے۔ ایسا ہی زید بن اسلم رضؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور اگر لوگوں کی جماعت میں سے صرف ایک آدمی سلام کرلے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۶۴۴)

سلام کرنے کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب "اسلامی آداب"

۱۲۔ ان خصائل میں سے جو آدمی کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں ایک خصلت یہ ہے کہ مسلمان کی

چھینک کا جواب دیا جائے۔ یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے، اس لیے اگر چھینکنے والا "الحمدللہ" کہے تو سننے والے کو "یرحمک اللہ" جواب میں کہنا چاہیے اور پھر چھینکنے والے کو "یھدیکم اللہ ویصلح بالکم" کہنا چاہیے، لیکن اگر چھینکنے والا "الحمدللہ" نہ کہے تو اس کو "یرحمک اللہ" نہیں کہا جائے گا، البتہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے شخص کو چاہیے کہ اسے الحمدللہ کہنا یاد دلا دے۔

اس سلسلہ میں سیدنا انس بن مالک کی یہ روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کو چھینک آئی آپ نے ان دونوں میں سے ایک کو چھینک کا جواب دیا جب کہ دوسرے کو جواب نہ دیا جس کو آپ نے جواب نہ دیا تھا، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! فلاں صاحب کو چھینک آئی تو آپ نے اس کو جواب دیا جبکہ مجھے چھینک آئی تو آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے الحمدللہ کہا لیکن تم نے الحمدللہ نہ کہا۔ (مسلم ج:۴ ص:۲۲۹۲)

سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتے ہیں اور جمائی کو ناپسند، لہٰذا جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو ہر اس شخص کو جو اسے سنے اس کے جواب میں "یرحمک اللہ" کہنا چاہیے۔ یاد رکھو جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لیے اس کو جتنا دبا سکتے ہو دبا لو۔ اور جب انسان ھاء کہتا ہے تو شیطان اس کا مذاق اڑاتا ہے۔
(فتح الباری، ج:۱۰ ص:۶۰۷)

چھینک کے آداب میں سے یہ ہے کہ چھینکنے والا اپنی آواز پست کرے اور اپنی ناک کو کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ لے تاکہ اس کی ناک سے نکلنے والا پانی اس کے ساتھی اور پاس بیٹھے شخص کو ایذاء نہ دے اور اگر سامنے کھانا وغیرہ ہو یا کوئی شخص سامنے بیٹھا ہوا تو چھینکنے والے کو اپنا منہ پھیر لینا چاہیے تاکہ چھینکتے وقت ناک سے نکلنے والا پانی کھانے پینے کی چیزوں اور سامنے بیٹھے ہوئے آدمی پر نہ پڑے۔ اس سلسلہ میں سیدنا ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تھی تو آپ اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیا کرتے تھے اور آواز کو پست

کرلیا کرتے تھے"۔ (سنن ابی داؤد ج : ۲، ص ۶۰۲، ترمذی جلد ۵ ص ۸۶)

سیّدنا ابوہریرہؓ ہی سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:
ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔
۱۔ سلام کا جواب دینا ۲۔ بیمار کی عیادت کرنا ۳۔ جنازے کے ساتھ جانا ۴۔ دعوت قبول کرنا
اور ۵۔ چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔

۱۳۔ ایک خصلت یہ ہے دوسرے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کی جائے۔ اس سلسلہ میں سیّدنا تمیم الداریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ دین نصیحت اور خیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کسی کے ساتھ خیر خواہی؟ فرمایا: اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے اماموں اور عوام کے ساتھ خیر خواہی کرنا

(مسلم جلد ۱ ص ۵۴، باب بیان ان الدین النصیحۃ)

حدیث میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ ہے "النصیحۃ"۔ نصیحت کپڑا سینے کے معنوں میں آتا ہے، چنانچہ عربی میں کہتے ہیں "نصح الرجل ثوبہ" (آدمی نے اپنا کپڑا سیا) نصیحت سے بھی دوسرے شخص کے برے اور پھٹے پرانے حال کی اصلاح ہوتی ہے۔ اسی سے توبۂ نصوح ہے گویا معاصی لباس دین کو چاک کر دیتے ہیں اور توبہ اس کو سی کر درست کرتی ہے یا پھر یہ نصحت العسل سے ہے جب شہد کو موم وغیرہ سے صاف کر لیتے ہیں۔ نصیحت سے بھی برائی کو دور کیا جاتا ہے۔ (قالہ المازری)

محکم میں ہے کہ نصح نقیض غش ہے، گویا نصیحت کرنے والا کھری اور صاف ستھری بات کہتا ہے یا مخلصانہ راہنمائی کرتا ہے۔ جامع میں ہے کہ نصح سے مراد خالص محبّت اور صحیح مشورہ پیش کرنے کی سعی بلیغ ہے۔ کتاب ابن طریف میں ہے کہ نصح قلب الانسان سے ہے جب کہ ایک شخص کا دل کھوٹ سے بالکل خالی ہو۔

علّامہ خطابیؒ نے فرمایا کہ نصیحت ایک جامع کلمہ ہے جس کے معنی نصیحت کیے ہوئے شخص کے لیے خیر خواہی کا حق ادا کرنے کے ہیں۔ یہ سب تفصیل حافظ عینی نے عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری میں کی ہے۔

سیّدنا جریرؓ فرماتے کہ میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مُبارک پر فرمان برداری اور اطاعت کی بیعت کی تو آپ نے مجھے تلقین کی کہ جتنی اطاعت میرے بس میں ہوگی اتنی اطاعت کروں اور ساتھ ہی یہ بھی کہ ہر مُسلمان کے ساتھ خیر خواہی کروں۔

(اللؤلؤ والمرجان، ج: ص: ۱۲)

سیّدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ دین نصیحت وخیر خواہی کا نام ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ؟ فرمایا اللہ کی کتاب اور اس کے نبی اور ائمہ مسلمین کے ساتھ خیر خواہی کا۔ (کشف الاستار ج ۱ ص: ۴۹، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۸۷)

اللہ کے لیے نصیحت اور خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اور اس سے شرک کی نفی کی جائے اور یہ درحقیقت انسان کی خود اپنے ساتھ خیر خواہی ہے اور اس کا نفع اور فائدہ خود انسان ہی کو پہنچتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نصیحت وخیر خواہی کی کوئی حاجت نہیں۔

اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر یہ ایمان رکھا جائے کہ وہ حق تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے مخلوق کا کوئی بھی کلام اس کے مشابہ نہیں ہوسکتا اور اس میں وارد شدہ محکم ومتشابہات سب پر ایمان لایا جائے۔

رسول کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی رسالت اور آپ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں، ان سب پر ایمان لایا جائے۔

ائمہ مسلمین کے ساتھ نصیحت یہ ہے کہ حق کے سلسلہ میں اُن کی معاونت اور اُن کی اطاعت کی جائے اور اُنھیں حق کا حکم دیا جائے۔ اور ائمہ مسلمین سے مُراد ارباب حکومت ہیں جو مُسلمانوں کے اُمور کے ذمّہ دار ہیں۔

عامۃ المسلمین کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ حکام کے علاوہ جو لوگ ہیں اُن کی دُنیا وآخرت میں کام آنے والے اُمور کی طرف راہنمائی کرنا۔

سنن ابی داؤد میں ایک حدیث میں سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے تو اس کے لیے سچّا وزیر مقرر فرما دیتے ہیں تاکہ اگر وہ بھول جائے تو اس کا وزیر اسے یاد دلا دے۔ اور اگر اسے یاد

ہو تو وہ اس کی اعانت کرے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا قصد فرماتے تو اس کے لیے بُرا وزیر مقرر کردیتے ہیں اگر وہ امیر بھول جائے تو یہ وزیر اُسے یاد نہیں دلاتا اور اگر اسے یاد ہو تو یہ اس کی اعانت نہیں کرتا۔ (ابوداؤد جلد ۲ ص: ۱۱۸، باب اتخاذ الوزیر)

اسی سلسلہ میں سیدنا ابوہریرہ رضؓ سے ایک روایت مروی ہے فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مُسلمان پر چھ حق ہیں۔ پُوچھا گیا : یارسول اللہ! وہ کیا ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا :

(۱) جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو۔

(۲) اور جب وہ تمہیں دعوت دے تو اُس کو قبول کرو۔

(۳) اور جب وہ تم سے نصیحت کا طالب ہو تو اس کے ساتھ خیر خواہی کرو اور صحیح مشورہ دو۔

(۴) اور جب اسے چھینک آئے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہو۔

۵۔ اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔

۶۔ اور جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ (مسلم جلد ۴ ص: ۱۷۰۵)

۱۴۔ ایک خصلت جنّت میں داخل ہونے کے لیے حدیث میں یہ آئی ہے کہ ایک مُسلمان جب دوسرے مُسلمان سے ملے تو نہایت خندہ پیشانی سے ملے اور اس کی ملاقات پر خوشی اور مسرّت کا اظہار کرے۔ اس سے باہمی تعلّق مضبوط ہوتا ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں سیدنا ابوذر غفاری رضؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم کسی بھی اچھے کام کو معمولی نہ سمجھنا خواہ وہ اپنے مُسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا ہی کیوں نہ ہو۔

(مسلم ج: ۴، ص: ۲۰۲۶)

حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا : جب دو مُسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور باہم مصافحہ کرتے ہیں تو اُن کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے سوکھے پتے جھڑتے ہیں۔

خندہ پیشانی سے ملاقات کرنے کے ساتھ ساتھ مصافحہ کرنا بھی مستحب ہے۔ کیونکہ مصافحہ سے محبت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ سیدنا قتادہؒ نے ایک مرتبہ سیدنا انس بن مالک رضؓ سے دریافت کیا کہ کیا نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام رضؓ آپس

(باقی صفحہ ۳۹ پر)

مولانا محمد حسین صاحب

انکارِ معجزات کیوں؟

بعض جدّت پسند طبائع معجزات کو اُن کے حقیقی مفہوم کے ساتھ تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، حالانکہ معجزات وہ صحیح واقعات ہیں جو قرآن و حدیث نے بیان کیے ہیں اور اپنے مفہوم و مدلول کے ساتھ تواتر سے ثابت ہیں، لیکن نام نہاد علوم پہ نازاں حقیقی اور نبوی علوم سے محروم ہر مسئلے کو مادی نقطہ نظر اور سائنس و فلسفہ کے اُصولوں سے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں خواہ مخواہ ایک امر واقعہ کا انکار کر کے اسے مجاز و استعارے پر قبول کرنا تاویل نہیں بلکہ بدترین تحریف ہے اس قسم کی تاویلات علم و تحقیق کے نام پر جہالت اور گمراہی ہیں۔ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ معجزات کی فرمائش کرنا بھی ان کے خرقِ عادت ہونے کی دلیل ہے۔ خرقِ عادت اُمور خلافِ عقل یقیناً نہیں ہوتے ہاں بالائے عقل ہونا دوسری بات ہے جو انکار کی وجہ نہیں بن سکتی کیونکہ ہمارے علم و مشاہدے کا دائرہ اپنی پوری وسعتوں کے باوجود نہایت تنگ ہے۔ اگر یہ خرقِ عادت اُمور خلافِ عقل ہیں تو دُنیا کا سارا نظام خلافِ عقل ہے کیونکہ خارجی اثرات سے قطع نظر محض عقل کے نزدیک تو اُمور عادیہ اور خرقِ عادت (غیر عادیہ) اُمور کی ایک حیثیت ہے ذرا سوچ کر بتائیں کہ اگر خرقِ عادت اُمور سمجھ نہیں آتے تو اُمورِ عادیہ کی حقیقت کو ہم نے کب سمجھ لیا ہے فرق ہے تو صرف اتنا کہ اُمورِ عادیہ سے روزمرّہ کے مشاہدات نے تعجّب کو ختم کر دیا ہے ہم نے جب دُنیا میں یہ دیکھا کہ سبب کے بغیر مسبّب موجود نہیں ہوتا تو ازخود یہ قاعدہ بنا لیا کہ بغیر ان ظاہری اسباب کے مسبب موجود نہیں ہو سکتا مگر یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ سبب پر مسبب کا ترتب آخر ہوتا کیوں ہے اور یہ مسبب اور سبب کا تعلّق بھی تو ہم بغیر کسی ظاہری سبب کے مان رہے ہیں اگر کہا جائے کہ یہ بس اس کا طبعی تقاضا ہے۔ تو یہ سوال پھر بھی رہے گا کہ مختلف چیزوں کے اندر طبعی تقاضے کسی نے رکھے ہیں یا ازخود پیدا ہو گئے ہیں۔ دوسری صورت تو خالص دہریت ہے جو بالکل غیر معقول ہے۔ علم الحیات کے مشہور ڈاکٹر لائیڈ مارگن نے لکھا ہے کہ انسانی ارتقاء کی توجیہ

ممکن نہیں تاوقتیکہ اصل تخلیق یعنی خالقِ کائنات کا اقرار نہ کیا جائے۔ اگر ارتقاء طبعی بھی ہو تو سوال پیدا ہوگا کہ ارتقاء کا تقاضا کہاں سے آیا۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ یہ تقاضے خدا تعالیٰ نے رکھے ہیں اب سوال یہ ہے کہ وہ ان تقاضوں کو سلب بھی کر سکتا ہے یا نہیں۔ دوسری صورت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا انکار ہے جو دَر پردہ دہریت ہے۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ باری تعالیٰ ان تقاضوں کو ختم بھی کر سکتے ہیں اگر یہ بات مان لی جائے تو پھر انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں رہتی۔ کسی بھی مسبب کے لیے سبب کا ہونا اصل چیز نہیں بلکہ اصل تو قادرِ مطلق کا ارادہ ہے کہ سبب پر مسبب کو مرتب کرے یا بغیر سبب کے مسبب کو موجود کرے۔ غرض اُمورِ عادیہ ہوں یا خرق عادت (غیر عادیہ) اُمور کائنات کا پُورا نظام اس کی مشیت وحکمت کی ڈور سے بندھا ہوا ہے آخر میں اگر کوئی کہے کہ خدا تعالیٰ ان طبعی تقاضوں کو سلب تو کر سکتے ہیں لیکن کرتے نہیں کیونکہ یہ اس کا قانُون اور سُنّت ہے اور وہ اپنے قانون اور سُنّت کو بدلتا نہیں جواب یہ ہے کہ اس اُصول کے تحت بھی معجزات وکرامات یعنی خلافِ عادت اُمور کا انکار لازم نہیں آتا کیونکہ ایک اللہ تعالیٰ کی عام عادت ہے جو مشاہدے میں آتی رہتی ہے۔ جیسے والدین کے ذریعے اولاد کا ہونا۔ یہ عام قانونِ عادت ہے اور ایک اس کی خاص قدرت ہے جس کا خاص مواقع پر ظہور ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً جب عام ذہن عادت اللہ کو دیکھ کر خدائی قدرت کو بھول جائیں اور اسباب ظاہری کو ہی مؤثرِ حقیقی سمجھنے لگ جائیں تو باری تعالیٰ خرقِ عادت اُمور کا اظہار فرماتے ہیں جیسے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی ولادت بلا باپ ہُوئی یہ اس کا خاص قانونِ قدرت ہے۔ اس طرح دونوں قسم کے واقعات کو ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ کا قانون، نظام اور اُس کی سُنّت ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ اب ذرا سنجیدگی سے غور کریں اور بتائیں کہ اگر خلاف عادت اُمور کی تاویل کر دی جائے اور ان کو مجاز واستعارے پر محمول کر کے ان کے ظاہری اسباب تلاش کیے جائیں تو کیا اس سے خلافِ مقصود لازم نہیں آئے گا۔

بقیہ: جنّت میں لے جانیوالے کام

میں مصافحہ کیا کرتے تھے؟ اُنھوں نے فرمایا: جی ہاں۔ (فتح الباری، ج: ۱۱ ص۵۴)

اور سیّدنا براء بن عازب فرماتے کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ کوئی دو مُسلمان ایسے نہیں کہ وہ ایک دوسرے سے ملیں اور مصافحہ کریں مگر یہ کہ ان کے جدا ہونے سے قبل اُن کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (ابوداؤد ج: ۲، ص: ۷۴۴، ترمذی جلد ۵ ص۷۴)

بیاد

حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشیدؒ

پروفیسر بشیر متین فطرت

دینِ قیّم ہے مدارِ کُن فکاں شام وسحر
ہے یہی رُوحِ رَوانِ اِنس وجاں شام وسحر

غایتِ اُولیٰ حیاتِ دُنیوی کی ہے یہی
طاعتِ حق ہو شمارِ مومناں شام وسحر

انبیاء کی زندگی قبلہ نما ہے سربسر
نُور افشاں ہے یہ شمعِ جاوداں شام وسحر

عالمانِ دیں ہیں بے شک نائبینِ انبیاء
حق و باطل کو وہ کرتے ہیں عیاں شام وسحر

لاجَرم شاملِ اِسی زُمرے میں ہیں ممدوحِ ما
مِلّتِ بیضا کے تھے وہ نغمہ خواں شام وسحر

یادِ ایّامے کہ زیبِ بزم تھے وہ مہرباں
ذِکر ہے جن کا حدیثِ دوستاں شام وسحر

نامِ نامی اُن کا تھا عبدالرّشید اے ہم سخن
رُشد و عبدیّت کا تھے وہ گلستاں شام وسحر

خوش نہاد وخوش مقال وخوش خصال وخوش قدم
خدمتِ دینِ متیں میں خوش بیاں شام وسحر

پیکرِ علم وعمل تھے، صاحبِ فکر ونظر
اُسوۂ خیرالبشرؐ کے ترجماں، شام وسحر

کوہسارِ استقامت، شانِ تسلیم ورضا
دادگر جن کا رہا ہر امتحاں، شام وسحر

سادگی، لِلّٰہیت، درویشی و عزمِ جواں
اُن کی سیرت کے جواہر تھے عیاں، شام وسحر

جُملہ اوصاف ومحاسن کا دِلآویز امتزاج
امتیازِ آگہی میں حق نشاں، شام وسحر

خدمتِ دینِ متین میں یُوں رہے وہ گرم رو
تھی صریرِ خامہ بھی گویا اذاں، شام وسحر

چھٹ رہی تھی اُن کے دم سے گمرہی کی تیرگی
ضوفشاں اس طرح تھے وہ بے گماں شام وسحر

سُنّت و توحید کی تفہیم کے دَر کھل گئے
سر پرستِ شرک چیخے اَلاَماں، شام وسحر

ڈھونڈ کر لائے گہر تحقیق کے پاتال سے
سربزانو پھر ہُوئے اہلِ گماں، شام وسحر

اُن کی ہمّت سے ہُوئے ظاہر وہ "طُرفہ شاہکار" جن پہ تھا دار و مدارِ این و آں، شام و سحر
دستیابی اُن کی تھی ہر چند اک اَمرِ محال طے اُنہیں کرنے پڑے سو ہفت خواں شام و سحر
زیرِ دام آ ہی گیا آخر یہ عنقا ایک دن پھر کُھلی ہیں واہ کیا کیا گتّھیاں، شام و سحر
حشر سا برپا جہانِ این و آں میں ہوگیا تھی لَبِ طاغوت پر کیا کیا فغاں شام و سحر
آگ سی بھڑکی ہر اِک "ایوانِ قبلہ گاہ" میں خرمنِ بدعات سے اُٹھا دُھواں، شام و سحر
ہل گئی بُنیاد کاخ و کوُئے شرک آباد کی بجلیوں کی زد پہ تھا ہر "آشیاں" شام و سحر
اپنے ہی آئنوں سے خُود وہ خجل ہونے لگے اہلِ شر پر ٹُوٹتا تھا آسماں، شام و سحر
ہر مُتقنّع کی خُدائی بے ملمّع ہوگئی یُوں کُھلیں "تقدیس کی نیرنگیاں" شام و سحر
کر گئے وہ کارہائے زرفشاں و بے بہا ورطۂ حیرت میں ہیں اب نکتہ داں شام و سحر
جو عظیم الشّان اداروں ہی کے تھے کرنے کے کام وہ تنِ تنہا تھے اُن میں شادماں شام و سحر
عالِمِ دیں کے قلم کی رَوشنائی مرحبا! اُن کے رشحاتِ قلم ہیں گُلستاں، شام و سحر
رحمتِ باری رہے سایہ فگن اُن پر مدام "انجمن[1]" اُن کی ہو اُن کی ترجماں، شام و سحر

وہ مُصلّے ہی پہ تھے بعد از امامت لے متیںؔ
بیٹھے بیٹھے چل دیے کیا سُوئے فردوس بریں!

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ اٰمین

---

[1] انجمن ارشاد المسلمین جسے عامۃ المسلمین کی اصلاحِ فکر و عمل اور نشر و اشاعت دین کے لیے قاری صاحب مرحوم نے قائم فرمایا تھا۔

تغییر لخلق اللہ
اور
COSMETIC SURGERY

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زید مجدہم
مُدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے جسم انسانی کی جس طرز پر تخلیق فرمائی ہے اور قدرتی طور پر جس انداز سے بدن انسانی کی نشوونما ہوتی ہے اس میں انسانوں کی جانب سے کچھ تبدیلیاں کی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغییر کی جاتی ہے۔ اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ تحصیل حسن و زینت کے لیے

مثلاً کان چھیدنا، مہندی لگانا، خضاب لگانا، ناخن تراشنا، بال صاف کرنا، بال کتروانا، مونچھیں تراشنا، ڈاڑھی سنوارنا، ڈاڑھی مونڈنا، جسم گودنا، بالوں کو بلیچ کرنا وغیرہ۔

۲۔ جسمانی اصلاح کے لیے

مثلاً ختنہ کرانا، زائد اُنگلی کٹوانا، عورت کا اپنے چہرے پر اُگے ہوئے ڈاڑھی مونچھوں کے بال صاف کرنا، کٹے ہوئے ہونٹوں کی سرجری کرنا۔

۳۔ دوسرے انسان کے فائدہ کے لیے

مثلاً انسانی اعضاء کی پیوندکاری اور اس کے لیے اِس شخص کے اعضاء نکالنا جس کی دماغی موت BRIAN DEATH واقع ہو چکی ہو یا آنکھ حاصل کرنے کے لیے جس کی ابھی تازہ تازہ موت ہوئی ہو۔

۴۔ غرض فاسد کے لیے

مثلاً زیادہ آبادی سے بچنے کے لیے مردوں اور عورتوں کی نس بندی۔ VASECTOMY +

TUBAL LIGATION کرنا۔ مردوں کو خصی کرنا CASTRATION

۵۔ تعذیب و سزا کے لیے

مثلاً عداوت و دُشمنی میں کسی کی ناک وغیرہ کاٹنا اور حدود و قصاص کو جاری کرنا

۶۔ شرک و فاسد عقائد کی پیروی کے لیے

مثلاً کسی کے نام پر ناک یا کان چھدوانا، کسی کے نام کی چوٹی رکھنا، ابروؤں کو صاف کرنا۔

ان اسباب میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کا شریعت و دین میں کچھ اعتبار نہیں مثلاً شرک اور فاسد عقائد کی پیروی بالکل حرام ہے اور کچھ اسباب وہ ہیں جن کا اگرچہ شریعت نے اعتبار کیا ہے۔ مثلاً حسن و زینت کی تحصیل لیکن اس کا معیار اور STANDARD شریعت نے خود اپنے پاس رکھا ہے انسانوں کے عرف و رواج پر نہیں چھوڑا کیونکہ انسانوں کا علم اور اُن کی نظر اتنی وسیع نہیں جتنی اللہ تعالیٰ کی ہے اور پھر انسانوں کے رواج بھی باہم متضاد ہوتے ہیں۔

آگے ہم ہر سبب سے متعلق کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں۔

شرک و فاسد عقائد کی پیروی میں

۱۔ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (سورۂ نساء: ۱۱۹)

اور (شیطان نے کہہ رکھا ہے کہ) میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدائش کو بدل ڈالیں گے۔

۲۔ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وانی خلقت عبادی حنفاء کلھم وان الشیاطین اتتھم فاجتالتھم عن دینھم فحرمت علیھم ما احللت لھم وامرتھم ان یشرکوا بی مالم انزل بہ سلطانا و امرتھم ان یغیروا خلقی۔ تفسیر قرطبی ۲۵۰/۵

میں نے اپنے بندوں کو موحد پیدا کیا (یعنی پیدائش کے وقت اُن کی فطرت میں شرک نہیں تھا بلکہ توحید تھی) پھر شیطان (خواہ وہ انسان ہوں یا جن) ان کے پاس آئے اور اُن کو اُن کے دین فطرت سے پھیر دیا اور اُن

پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو مَیں نے اُن کے لیے حلال کی تھیں اور اُن کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھرائیں جن کے بارے میں مَیں نے کوئی دلیل و حجت نازل نہیں کی اور اُنھوں نے اُن کو حکم دیا کہ وہ میری خلق و پیدائش کو بدل دیں۔

تعذیب و سزائیں

۱- جان بوجھ کر عداوت و دشمنی میں یا کسی بھی وجہ سے کسی کے اعضاء کاٹ دے تو سزا میں کاٹنے والے کے انہی اعضاء کو کاٹا جائے گا اور زخم کے بدلے زخم لگائے جائیں گے جبکہ مساوات کا لحاظ رکھنا ممکن ہو۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ (سورہ مائدہ)

اور ہم نے یہود پر توریت میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔

۲- وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ (سورہ مائدہ: ۳۸)

اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے تو اُن دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو اُن کے کردار کے عوض بطورِ سزا کے اللہ کی طرف سے۔

۳- رہزنی اور ڈکیتی کی سزا

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ (سورہ مائدہ: ۳۳)

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے (اُن کے دیے ہوئے امن کو توڑ کر) لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اُن کی یہی سزا ہے کہ قتل کیے جائیں یا دوسری حالت میں) سولی دیے جائیں یا (تیسری حالت میں جبکہ اُنھوں نے صرف مال لوٹا ہو قتل نہ کیا ہو) اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے (یعنی دایاں ہاتھ بایاں پاؤں) کاٹ

دیے جائیں یا (چوتھی صورت میں) قید کردیے جائیں۔

جسمانی اصلاح کے لیے

۱۔ لاباس بقطع العضو ان وقعت فیه الاُكلة لئلا تسری (عالمگیری ۵/۳۶۰)

جب کسی عضو میں کوئی حصّہ گل جائے تو اس عضو کو قطع کرنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ فساد باقی جسم میں نہ سرایت کرے۔

۲۔ اذا اراد الرجل ان یقطع اصبعا زائدة أو شيئا آخر . . . ان كان الغالب هو النجاة فهو في سعة من ذلك (عالمگیری ۵/۳۶۰)

جب آدمی کوئی زائد اُنگلی یا اسی طرح کوئی اور زائد عضو کاٹنا چاہے تو اگر غلبہ حفاظت کا ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانچ باتیں فطرت میں شامل ہیں ختنہ کرنا۔ زیرِ ناف بال صاف کرنا، مونچھیں کترنا، ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا۔

ان حوالجات کی مناسبت سے ہم کہتے ہیں کہ جسم میں کوئی پیدائشی عیب ہو یا بعد میں کسی حادثہ کی بناء پر کوئی نقص و عیب واقع ہو گیا ہو تو چونکہ اس زمانہ میں علم جراحت SURGERY بڑی ترقی پر ہے اور ہلاکت و نقصان کا کچھ خوف نہیں ہوگا اس لیے اُن کو دُور کرنے کے لیے جو آپریشن کیے جائیں وہ جائز ہوں گے۔ ایسی جراحت کو ______ جراحت برائے اصلاح بدن کہا جاتا ہے۔ بہت زیادہ ٹیڑھے دانت جنکو سیدھا کرنے کے لیے کچھ دانت نکالنے پڑتے ہیں وہ بھی اسی ضابطہ کے تحت آتے ہیں۔

فاسد اغراض کے لیے

مثلاً غلاموں یا ملازموں کو خصی CASTRATE کرنا تاکہ وہ گھر کی عورتوں میں بلا کسی خطرے کے آجا سکیں یا اس اندیشے سے کہ لڑکی ہوگئی تو بدنامی ہوگی یا اس فکر سے کہ اگر دُنیا کی آبادی بڑھ گئی تو اُن کی خوراک مہیّا نہ ہو سکے گی۔ منصوبہ بندی کے تحت مردوں کو خصی کرنا یا مردوں اور عورتوں کی نس بندی کرنا۔

اوّل تو ابھی تک یہی طے نہیں کیا جا سکا کہ کسی علاقے کی آبادی کتنی ہو کہ اس سے تجاوز نقصان دہ ہوگا۔ یعنی اس بارے میں کوئی OPTIMUM LEVEL تجویز نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں اس کو اجتماعی فکر بنانا اور اس کو قوم کی ترقّی و فلاح کا ذریعہ قرار دینا قرآن و سُنّت کی تعلیمات کا مقابلہ کرنا ہے۔

قرآن پاک میں ہے

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا و یعلم مستقرھا و مستودعھا

(سورہ ھود: ۱۶)

زمین پر چلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو۔ وہ ان سب کے ٹھکانے کو جانتا ہے۔

ان آیات سے واضح ہُوا کہ اللہ تعالیٰ اس عالم میں جتنی جانیں پیدا فرماتے ہیں اُن کے رزق میں ضروریات زندگی کی کفالت خود فرماتے ہیں، البتہ انسانوں کی ذمہ داری اتنی ہے کہ وہ اختیاری اسباب کی حد تک زمین کی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کریں، اناج و سامان کو بچانے کی فکر کریں اور حاصل شدہ سامان کی تقسیم عدل و انصاف کے ساتھ کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے۔ جوانی کے تقاضے سے جنسی خواہش ہمیں پریشان کرتی تھی اس لیے ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ ہم اختصاء CASTRATION کرلیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا اور (اس فعل کے حرام ہونے سے متعلق) قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

اے ایمان والو تم اللہ کی ان پاکیزہ چیزوں کو اپنے اُوپر حرام نہ بناؤ جو اس نے تمہارے لیے حلال کی ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہاں یہ غرض تھی کہ جنسی خواہش کے غلبہ سے آزاد ہوکر پوری دل جمعی کے ساتھ جہاد میں شریک رہیں لیکن اس غرض کے تحت بھی اجازت نہیں ملی تو جو اغراض شریعت کی نظر میں فاسد ہیں اُن کے تحت اجازت تو بطریق اولیٰ نہ ہوگی۔

دوسرے انسان کے فائدہ کے لیے

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کسر عظم المیت ککسر عظم الحی۔
مردہ کی ہڈی توڑنا اور نکالنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا اور نکالنا۔

۲۔ شرح سیر کبیر میں ہے۔ "آدمی اپنی موت کے بعد بھی اتنا ہی قابلِ احترام ہوتا ہے جتنا کہ اپنی زندگی میں ہوتا ہے۔ لہٰذا جس طرح زندہ آدمی کے کسی عضو و جزء سے اس کی تکریم کی بناء پر علاج و مداوات جائز نہیں اسی طرح مُردہ کی ہڈی کے ساتھ بھی علاج و تداوی جائز نہیں۔

۳۔ انسان کے بالوں سے بھی انتفاع جائز نہیں۔

الف : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔

لعن اللہ الواصلۃ و المستوصلۃ

اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ایک انسان کے دوسرے کے سر وغیرہ میں بال لگانے والی اور لگوانے والی پر

ب : ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میری بیٹی کو بخار ہُوا جس سے اس کے سر کے بال اُڑ گئے تو کیا مَیں اس کے سر میں دوسرے انسان کے بال لگا دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا، دوسرے کے بال لگانے والی اور لگوانے والی پر (اللہ کی) لعنت ہے۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ایک انسان کے بال اور اعضاء اُتار کر کسی دوسرے انسان کو لگانا جائز نہیں۔ اس معاملہ میں کسی کی اجازت اور رضامندی کا اعتبار نہیں ہے۔

حسن و زینت کی تحصیل کے لیے

ناخن تراشنا، زائد بال صاف کرنا، عورتوں کا ہاتھوں میں مہندی لگانا، مردوں کا سفید بالوں کو مہندی سے یا سیاہ کے علاوہ کسی اور رنگ سے رنگنا، ٹھوڑی سے ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کے بال کاٹنا، مُونچھیں کترنا، عورتوں کا بندے اور بالیاں پہننے کے لیے اپنے کان چھیدنا یہ چیزیں ایسی ہیں جن کے جواز کے شرعی دلائل سے ہر عام و خاص مطلع ہے۔

البتہ چند چیزیں ایسی بھی ہیں جن کو اگرچہ حسن و زینت کے لیے اختیار کرتے ہیں لیکن شریعت نے ان سے منع کیا ہے۔

۱- عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات المتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی جسم گودنے والیوں پر اور جسم گودوانے والیوں پر اور چہرے (یعنی ابرو) کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور حُسن کے لیے دانتوں کو گھس کر جُدا جُدا کرنے والیوں پر اللہ کی بناوٹ کو بدلنے والیوں پر۔

۲- عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تم مشرکین کی مخالفت کرو اور ان کا یہ طرز مت اختیار کرو کہ ڈاڑھی منڈائیں اور مونچھیں لمبی کریں بلکہ ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔

۳- عن ابن عبّاس رضی اللہ عنہما عن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم قال یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بھذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اس سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو خضاب کریں گے کبوتر کے پوٹے کی مثل۔ وہ لوگ جنّت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔

ان حدیثوں میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں وہ حُسن و زینت کی تحصیل کے لیے اختیار کی جاتی ہیں جیسا کہ خود پہلی حدیث میں اس کی تصریح بھی ہے۔ جب تحصیل حُسن بذاتِ خود ممنوع بھی نہیں ہے تو پھر ان میں ممانعت اور وعید کی وجہیں یہ نظر آتی ہیں۔

۱- دوسرے کو دھوکہ دینا مثلاً بڑھاپے کو چھپایا جائے اور اپنے آپ کو جوان دکھایا جائے۔

۲- تحصیل حسن میں محض تکلّف کرنا اس کا مطلب یہ ہے کہ تحصیل حسن کے لیے جو طریقہ اختیار کیا

جارہا ہے وہ تمام انسانوں کے نزدیک حسن کے معیار پر نہیں بلکہ کچھ لوگ اس میں حُسن سمجھتے ہیں تو دوسرے علاقے یا قوم کے لوگ اس میں سرے سے حسن خیال نہیں کرتے یا اُلٹا اس میں بدنمائی خیال کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ بھی اس وقت ہے جب ان طریقوں کو اختیار کرنے والی عورتیں ہوں تو وہ محض شوہر کی خاطر یہ کریں اور اگر اُن سے غرض غیر محرموں میں نمائش ہو یا اعضا مستورہ کا اظہار ہو تو یہ تو خرابی در خرابی ہے۔

اَب ہم موجودہ زمانے میں رائج جراحت برائے تحسین یعنی COSMETIC SURGERY کا حکم ذکر کرتے ہیں۔

COSMETIC SURGERY سے یہ مُراد نہیں کہ کسی پیدائشی یا حادثاتی جسمانی نقص وعیب کو دُور کیا جائے بلکہ اس سے مراد سرجری کے ذریعے۔

یا تو جسمانی بناوٹ میں وہ تغیّرات کرنا ہے جن کا شمار محض تکلّف میں ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کا خیال ہے کہ اس کے ہونٹ کچھ موٹے ہیں تو وہ اپنے ہونٹوں کو پتلا کروا تا ہے حالانکہ اس کے ہونٹوں کی موجودہ موٹائی ناقابلِ قبول نہیں۔ بلکہ وہ قدرتی تفاوت کی قابلِ قبول وسعت کے اندر ہے۔

اسی طرح ایک شخص خیال کرتا ہے کہ اس کی ناک کچھ دبی ہُوئی ہے حالانکہ وہ NORMAL RANGE میں ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی ناک کو کچھ اُونچا کر دیا جائے یا وہ چاہتا ہے کہ اس کی ناک میں کچھ چونچ سی بن جائے یا اگر وہ ہے تو وہ اس کو پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اُس کو دُور کر دے۔

اس قسم کے طریقے ظاہر ہے کہ تحصیل حُسن کے لیے محض تکلّفات ہیں خصوصاً جب مرد اُن کو اختیار کریں۔

(۲) یا وہ تغیّرات ہیں جن سے دھوکہ و فریب دینا ہو، مثلاً چہرے سے بڑھاپے کی جھرّیوں کو سرجری کے ذریعے سے دُور کر دیا جائے تاکہ آدمی خصوصاً عورت جوان نظر آئے۔

(۳) یا وہ تغیّرات ہیں جن سے غرض فاسد کو پُورا کرنا مقصود ہو۔ مثلاً عورت کی چھاتیاں ڈھلک جائیں تو سرجری کر کے اُن کو دوبارہ اُٹھا دینا یا حمل کی وجہ سے زیرِ ناف جو داغ اور جھریاں پڑ جاتی ہیں اُن کو دُور کرنا تاکہ دوسرے لوگوں کے سامنے ان اعضاء کی نمائش اور انکا اظہار کیا جا سکے۔

تنبیہ : وہ تمام تغیّرات جن کے بارے میں اُوپر ذکر ہُوا کہ وہ شریعت کے مخالف ہیں ظاہر ہے کہ اگر کوئی اُن کا ارتکاب کرے تو اس کے پاس اُن کے جواز میں کوئی شرعی دلیل تو نہ ہو گی۔ اس وقت اُن کا ارتکاب محض نفس و شیطان کی اتباع میں ہو گا اور نفس کو بھی شیطان ہی اپنا آلہ بناتا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے تمام تغیّرات

(بقیہ بر صـ ۶۴)

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

۷؍ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ ۱۴؍ مارچ ۲۰۰۰ء کو حضرت اقدس مولانا السید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحبؒ مختصر علالت کے بعد انتقال فرماگئے اِنّا للہ و انّا الیہ راجعون حضرت مولانا نے تمام عمر چک 17/DNB ہیڈ راجگان بہاولپور میں انتہائی سادہ اور زاہدانہ انداز میں گزار دی۔ حضرت اقدس والد گرامی نور اللہ مرقدہ سے بہت قلبی تعلّق رکھتے تھے۔ جب کبھی تشریف لاتے تو جامعہ میں ہی قیام فرماتے حضرتؒ کی وفات کے بعد بھی حضرت کا تعلّق ویسا ہی قائم رہا۔ آپ جامعہ جدید کی مجلسِ شورٰی کے ممبر بھی تھے۔ آپ کی وفات سے اہلِ علاقہ آپ کی برکات سے محروم ہوتے اسی طرح جامعہ بھی ایک بابرکت سائے سے محروم ہوگیا۔ آپ لاولد دُنیا سے تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرماکر جنّت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

۹؍ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ ۱۶؍ مارچ ۲۰۰۰ء کو حضرت اقدس والد گرامی قدر قدس سرہ العزیز کے خلیفہ حضرت سیّد حامد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم فیروزہ ضلع رحیم یارخان میں وفات پاگئے۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ بہت خلیق اور عبادت گزار تھے۔ اہلِ علاقہ آپ سے بہت محبّت رکھتے آپ کی وفات سے اہلِ علاقہ بڑی نعمت سے محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل نصیب ہو۔ ادارہ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ جملہ حضرات کے لیے جامعہ جدید میں ایصالِ ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حاصلِ مطالعہ

مولانا نعیم الدّین صاحب ، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کی برکت

احادیث مُبارکہ میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کی بہت سی فضیلتیں اور برکتیں ذکر کی گئی ہیں ذیل میں لَاحَوْلَ کی چند فضیلتیں اور برکتیں ذکر کی جا رہی ہیں اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

جنّت کا خزانہ

(۱) عن ابی موسٰی رضی اللہ عنہ ان النبی صلّی اللہ علیہ وسلم قال لہ قُلْ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاِنَّھَا کَنْزٌ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ "[۱]

حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا: " لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ " کہا کرو، یہ جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے

(۲) عَنْ ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اَکْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ فَاِنَّھَا مِنْ کَنْزِ الْجَنَّۃِ[۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا کہ کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھا کرو۔ یہ جنّت کے خزانوں میں سے ہے۔

---

[۱] بخاری مسلم، ابوداؤد ترمذی، نسائی ابن ماجہ بحوالہ الترغیب والترہیب ج ۲، ص ۲۹۰

[۲] ترمذی بحوالہ الترغیب ج ۲، ص ۲۹۰

ننانوے بیماریوں کی دوا

(۳) عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله صلّی الله علیه وسلّم قال "مَنْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ كَانَ دَوَاءً مِنْ تِسْعَةٍ وَ تِسْعِيْنَ دَاءً اَيْسَرُهَا الْهَمُّ" [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھتا ہے تو یہ اس کے لیے ننانوے بیماریوں کی دوا بن جاتی ہے جس میں سب سے کم درجہ کی بیماری غم ہے۔

جنّت کا دروازہ

(۴) عن معاذ بن جبل رضی الله عنه ان رسول الله صلّی الله علیه وسلّم قال "اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" [2]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا میں تمہیں جنّت کے دروازوں میں سے ایک (خاص) دروازہ نہ بتلاؤں عرض کیا کہ وہ کون سا ہے؟ فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

جنّت کے پودے

(۵) عن ابی ایوب الانصاری رضی الله عنه ان رسول الله صلّی الله علیه وسلّم لیلة اُسْرِیَ بِهٖ مَرَّ علی ابراهیم علیه الصلاة والسّلام فقال من معك یا جبرائیل؟ قال هذا محمد فقال له ابراهیم علیه

حضرت ابو ایّوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جس رات معراج کرائی گئی اُس رات آپ کا گزر حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر ہُوا تو آپ نے جبریل امین سے پُوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ اُنھوں نے عرض کیا کہ یہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے

---

[1] معجم طبرانی اوسط۔ مستدرک حاکم بحوالہ الترغیب ج ۲، ص ۲۹۱

[2] مسند احمد بحوالہ الترغیب ج ۲، ص ۲۹۰

الصلٰوۃ والسّلام یا محمد، مُرْ اُمتك فلیکثر وامن غِراسِ الجنۃ فان تربتھا طیبۃ وارضھا واسعۃ قال وما غِراس الجنۃ ؟ قال لاحول ولاقوۃ اِلّا باللّٰہ" لہ

آپ سے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی اُمّت کو حکم دیجیے کہ وہ کثرت سے جنّت کے پودے لگائیں اس لیے کہ اس کی مٹی پاک اور اس کی زمین وسیع ہے آپ نے دریافت کیا کہ جنّت میں پودا لگانا کیا ہے؟ فرمایا لاحول ولاقوۃ الّا باللہ۔

نعمت کے باقی رکھنے کی دُعا

(۶) روی عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مَنْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ نِعْمَۃً فَاَرَادَ بَقَائَھَا فَلْیُکْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" ۲ہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت دیں اور وہ چاہے کہ یہ نعمت باقی رہے تو اسے چاہیے کہ وہ کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا کرے۔

لاحول میں اللہ کی فرمانبرداری ہے

(۷) عن ابن عمرؓ انہ قال سبحان اللہ ھی صلٰوۃ الخلائق والحمد للّٰہ کلمۃ الشکر، ولا الٰہ الا اللّٰہ کلمۃ الاخلاص واللّٰہ اکبر تملأ مابین السماء والارض واذا قال العبد لاحول ولا قوۃ اِلّا باللّٰہ قال تعالیٰ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سبحان اللہ مخلوقات کی عبادت ہے، الحمد للہ شکر کا کلمہ ہے، لاالٰہ الا اللہ اخلاص کا کلمہ ہے اور اللہ اکبر کا ثواب زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے اور جب کوئی بندہ حضورِ قلب کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الّا باللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بندہ

لہ الترغیب ج: ۲، ص۲۹۱

۲ہ رواہ الطبرانی بحوالہ الترغیب ج: ۲ ص۲۹۲

اسلم واستسلم[1] فرمانبردار ہُوا اور بہت فرمانبردار ہُوا۔

(۱) قیدی کا قید سے رہا ہونا

"محمدؐ بن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت مالک اشجعی رضی اللہ عنہ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ میرا بیٹا عوف گرفتار ہوگیا ہے، آپؐ نے فرمایا کسی آدمی سے اس کے پاس کہلادو کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو کثرت کے ساتھ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ پڑھ قاصد نے آکر اُسے خبر دی تو عوفؓ اپنا سر جھکا کر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ پڑھنے لگے (اور انھیں تانتوں سے باندھ رکھا تھا) تو ساری تانتیں ٹوٹ کر گر گئیں اور یہ قید سے باہر آئے اِنھوں نے دُشمنوں کی اُونٹنی دیکھی اور اس پر سوار ہوکر گھر کی طرف متوجہ ہُوئے۔ یہ قوم کی چراگاہ میں تھے جہاں سارے جانور چر رہے تھے اِنھوں نے اُن جانوروں کو پکارا اُن جانوروں کا اوّل و آخر سب اسی اُونٹنی کے پیچھے ہولیا (اور یہ گھر پہنچ گئے) اِن کے ماں باپ کو اس بات سے بڑا اچنبھا ہُوا کہ اُنھوں نے دروازہ پر پکارا، ان کے باپ نے کہا رب کعبہ کی قسم ! عوفؓ آگیا، اُن کی ماں نے کہا، ہائے براتی ! اور عوف تانت میں باندھے جانے کے اَلَم سے نڈھال ہو رہے تھے، چنانچہ اُن کے باپ اور خادم ان کی طرف لپک کر گئے تو عوفؓ نے سارا میدان اُونٹوں سے بھر رکھا تھا، اُنھوں نے اپنے باپ سے اپنا اور اُونٹوں کا سارا قصّہ کہہ سُنایا۔ ان کے باپ حضوؐر کی خدمت میں آئے اور آپؐ کو عوفؓ کی اور اُونٹوں کی خبر سُنائی اُن سے آپؐ نے فرمایا اِن اُونٹوں کے ساتھ جو تمہارا جی چاہے کرو، مَیں تمہارے اِن اُونٹوں میں کوئی مداخلت کرنے والا نہیں اور یہ آیت اُتری وَمَنْ یَّتَّقِ اللہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ۙ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ۭ (سورۃ ۶۵ آیت ۳)

---

[1] رواہ رزین بحوالہ مشکوٰۃ ص: ۲۰۲

[2] الترغیب والترھیب ج: ۲، ص: ۲۹۲

ترجمہ : اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے مضرتوں سے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا تو اللہ اس کے لیے کافی ہے۔" [1]

حضرت عبداللہ بن مُبارکؒ

"مُبارک بن واضح ایک شخص کے غلام تھے اور اُس کے باغ میں بطورِ مالی کے کام کرتے تھے ایک مُدّت تک یہ سلسلہ چلتا رہا، ایک مرتبہ اِن کا آقا (باغ میں) اُن کے پاس آیا اور اِن سے کہا کہ میٹھا انار کھانے کو جی چاہتا ہے، مُبارک ایک درخت سے انار توڑ کر لائے اور آقا کو دیا۔ آقا نے اُسے توڑ کر کھایا تو وہ کھٹا تھا اسے بڑا غُصّہ آیا : بولا کہ مَیں تم سے میٹھا انار مانگ رہا ہوں اور تم کھٹا لا رہے ہو؟ جاؤ کوئی میٹھا انار لے کر آؤ، مبارک گئے اور ایک دوسرے درخت سے انار توڑ کر لائے، آقا نے اُسے توڑ کر کھایا تو وہ بھی کھٹا نکلا اُسے اور غُصّہ آیا بھڑک کر بولا کیا بات ہے میں تم سے میٹھا لانے کو کہتا ہوں تم کھٹا لاتے ہو؟ مُبارک گئے اور ایک تیسرے درخت سے انار توڑ کر لائے خدا کا کرنا کہ اِس دفعہ بھی ایسے ہی ہُوا کہ انار کھٹا ہی نکلا اِس دفعہ اِن کے آقا نے پُوچھا کہ کیا بات ہے تمہیں ابھی کھٹے میٹھے کی پہچان بھی نہیں ہو سکی؟ مُبارک بولے : جی ہاں ایسا ہی ہے، آقا نے پُوچھا یہ کیوں؟ مُبارک نے کہا کہ مَیں نے کبھی کوئی انار کھایا ہی نہیں کہ مجھے کھٹے میٹھے کا پتہ چل سکے، آقا نے پُوچھا کیوں نہیں کھایا؟ مجھے آپ نے اجازت ہی نہیں دی تھی جو مَیں کھاتا۔ آقا نے اپنے طور پر مُبارک کی اس بات کی تحقیق کی تو اُسے سچ پایا، آقا کے نزدیک یہ بات بہت بڑی تھی۔ اِس سے اس کے دل میں مُبارک کی عظمت بیٹھ گئی، چنانچہ اُس نے اپنی بیٹی کی شادی مُبارک سے کر دی، اسی لڑکی سے مبارک کے یہاں

---

[1] الترغیب والترہیب ج : ۲ ص ۲۹۶

ایک بیٹا پیدا ہُوا جس کا نام اُنھوں نے عبداللہ رکھا"۔[1]

یہ ہیں حضرت عبداللہ بن مُبارکؒ جو اپنے زمانے کے شیخ الاسلام محدّثِ کبیر، عابد و زاہد اور مجاہد فی سبیل تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کا تذکرہ لکھنا شروع کیا تو پہلے یہ القاب تحریر فرماتے" شیخ الاسلام فَخْرُ الْمُجَاهِدِیْنَ، قُدْوَةُ الزَّاهِدِیْنَ" اس کے بعد اپنی عقیدت و محبّت کا اظہار ان الفاظ میں کیا۔

" واللّٰہِ انی لاحبہ فی اللّٰہ وارجوا الخیر بحبہ لِمَا مَنَحہ اللّٰہ من التقویٰ والعبادۃ والاخلاص والجہاد وسعۃ العلم والانفاق والمواساۃ والفتوۃ والصفات الحمیدۃ"[2]

خُدا کی قسم میں ان سے خُدا کے لیے محبت رکھتا ہوں اور اس محبّت سے میں خیر کا اُمّید وار ہوں اُن کی اُن خُوبیوں کی وجہ سے جو اللہ نے ان کو عطا فرمائی تھیں، یعنی تقویٰ، عبادات، اخلاص، جہاد، علم کی وسعت اور اس کا استحکام غمخواری و ہمدردی جوانمردی اور دیگر پسندیدہ اوصاف۔

محدّث کبیر حضرت علّامہ حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ نے امام عبداللہ بن مُبارکؒ کا مختصر سا تذکرہ لکھا ہے جی چاہتا ہے کہ اس موقع پر پیش کیا جائے۔

حضرت علّامہ تحریر فرماتے ہیں۔

"بلا شُبہہ ابن مبارک کی برگزیدہ ہستی ان ہستیوں میں سے ہے جن کی نظیر اسلام میں بھی کم پیدا ہُوتی ہے۔ فقہ و حدیث کے مسلم الثبوت امام ہونے کے علاوہ نحو و لغت اور شعر و فصاحت میں بھی اُن کو اُونچا مقام حاصل تھا اور ان کمالات کے ساتھ وہ ایک پُرجوش مجاہد ایک مرتاض عابد و زاہد ایک کامیاب، تاجر جن کی ساری دولت محتاجوں کی امداد و اعانت، رفیقوں کے ساتھ سخاوت و ایثار پیشگی اور کارِ خیر کے لیے وقف تھی، رات میں تہجد گزار اور دن میں شہسوار بھی تھے۔ علم و عمل دونوں میں وہ اپنی نظیر آپ تھے۔ ابن مہدی نے کہا کان نسیج وحدہ۔ (وہ اپنی مثال آپ تھے) اور فضیل

---

[1] وفیات الاعیان ج: ۳ ص۳۲

[2] تذکرۃ الحفاظ ج: ۱ ص

بن عیاض نے فرمایا وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ مَارَأَتْ عَيْنَايَ مِثْلَ ابْنِ الْمُبَارَكِ (اس گھر خانہ کعبہ۔ کے مالک کی قسم میری آنکھوں نے ابن مبارک کی مثال نہیں دیکھی)

آپ کو شوق جہاد کے ساتھ ساتھ حج سے بھی بڑا شغف تھا، امام ذہبی نے لکھا ہے۔

افنیٰ عمره فی الاسفار حاجًّا و مجاهدًا و تاجرًا (ص ۲۵۳ ج ۱)

(انھوں نے حج یا جہاد یا تجارت کی غرض سے ساری عمر سفر میں گزاری۔)

سوید بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو دیکھا کہ انھوں نے چاہ زمزم سے پانی نکالا پھر کعبہ کی طرف منہ کر کے کہا۔

اللّٰهم ان ابن الموالی حدثنا عن محمد بن المنکدر عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم انّه قال مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ، وَهٰذَا اَشْرَبُهٗ لِعَطَشِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

(اے اللہ! ابن ابی الموالی نے مجھ سے بیان کیا، ان سے محمد بن المنکدر نے، اُن سے جابرؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ پورا ہو گا، تو میں اس کو قیامت کی تشنگی سے بچنے کے لیے پیتا ہوں۔)

یہ کہہ کر انھوں نے زمزم کا پانی پیا

ان کے سفر حج کی شان بھی بالکل نرالی تھی، جب حج کا زمانہ قریب آتا تو اُن کے دوست احباب ان کے پاس آتے اور کہتے ہم بھی آپ کی رفاقت میں چلیں گے وہ اس کو منظور کر لیتے اور ہر ایک سے اس کے مصارف سفر وصول کر کے ایک صندوق میں رکھ کر اس کو مقفل کر دیتے اس کے بعد سب کے لیے مَرو سے بغداد تک کرایہ کی سواریوں کا انتظام کر کے روانہ ہوتے اور راستہ بھر ان کو

عمدہ عمدہ کھانا اور حلوا کھلاتے۔ کھانے کے سوا بھی ان پر جو خرچ ہوتا اُس کو خود برداشت کرتے، بغداد پہنچ کر سب کو عمدہ پوشاک اور بہترین ہیئت میں کر کے مدینہ کے لیے روانہ ہوتے مدینہ پہنچ کر ہر ایک سے فرداً فرداً پُوچھتے کہ تمہارے گھر والوں نے مدینہ کا کیا کیا تحفہ خریدنے کو کہا ہے جو رفیق جو بتاتا وہ اس کے لیے خریدتے، پھر جب مکّہ آجاتے اور مناسک سے فارغ ہو کر روانگی کی تیاری کرتے تو پھر ہر ایک سے پُوچھتے کہ مکہ سے کیا کیا لانے کی فرمائش گھر والوں نے کی تھی، اس کے بعد ہر ایک کے لیے سوغات کی چیزیں خرید کر وطن روانہ ہوتے، اور واپسی میں بھی رفقاء کے سارے اخراجات کی خود کفالت فرماتے پھر وطن پہنچ کر تین دن کے بعد ان سب کی دعوت کرتے اور کپڑے پہناتے اس کے بعد رفقاء کے مصارف سفر والا مقفل صندوق منگوا کر ہر ایک کی رقم جو الگ الگ تھیلی میں ہوتی جس پر مالک کا نام لکھا ہوا ہوتا نکال کر بجنسہٖ اس کو واپس کر دیتے ان کے خادم کا بیان ہے کہ اُنھوں نے حج کے آخری سفر کے بعد جو دعوت کی تھی اس میں فالودہ کے پچیس دستر خوان لوگوں کے سامنے تھے

وہ حضرت فضیلؒ سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ (یعنی وہ لوگ جو عبادت گزاری اور یادِ الٰہی کے لیے ایسے وقف ہیں کہ کسب معاش بھی نہیں کرتے) نہ ہوتے تو میں تجارت میں نہ پھنستا۔ ایک واقف کار کا بیان ہے کہ فقراء و محتاجین پر سالانہ ایک لاکھ درہم وہ خرچ کرتے تھے۔

ایک شخص سات سو درہم کا مقروض تھا اس نے ابن مبارکؒ سے درخواست کی کہ مجھ کو اس بار سے سبکدوش فرما دیجیے، اُنھوں نے ایک خط لکھ کر اس کو دیا کہ میرے وکیل کے پاس لے جاؤ۔ وکیل نے خط پڑھا تو اس میں بجائے سات سو کے غلطی سے سات ہزار لکھا ہوا تھا اس نے خط لکھ کر اس کی اطلاع کی اور لکھا کہ سات ہزار دینے سے تو ساری موجودہ آمدنی ہی فنا ہو جائے گی۔ انھوں نے جواب میں لکھا کہ تحریر میں بے شک غلطی ہو

گئی ہے مگر اب تو جو کچھ لکھا گیا ہے وہی دے دو۔ باقی اگر آمدنی فنا ہو جائے گی تو عمر بھی فنا ہی ہو چکی ہے، رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان سے اس کے بھائی کو اچانک بلا وہم و گمان کوئی مسرّت و شادمانی حاصل ہو جائے تو اس مُسلمان کی مغفرت ہو جائے گی، لہٰذا مَیں چاہتا ہوں کہ اس مقروض کو مجھ سے ایک نہیں بلکہ دو غیر متوقع مسرّتیں حاصل ہوں۔

اسماعیل بن عیاش کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے اصحاب نے بیان کیا کہ ہم مصر سے مکّہ تک ابن المبارک کے رفیقِ سفر رہے ہیں، اس پوری مسافت میں وہ ہم کو خبیص (ایک قسم کا حلوا) کھلاتے رہے اور خود مسلسل روزے رکھتے رہے۔ (صفۃ الصفوۃ)

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ ایک بار ابن المبارک مکّہ آئے تو میں وہاں موجود تھا مَیں نے دیکھا کہ جب وہ واپس ہونے لگے تو ابن عینیہ اور فضیل بن عیاض ان کو رُخصت کرنے کے لیے تھوڑی دُور اُن کے ساتھ چلے جب الوداع کہہ چکے تو ایک نے کہا ھٰذا فَقِیْہُ اھلِ الْمَشْرِقِ (یہ اہلِ مشرق کے فقیہ ہیں) تو دوسرے نے کہا وَفَقِیْہُ اھلِ المغرب (اور اہلِ مغرب کے بھی یہ فقیہ ہیں۔)

مگر علم و عمل کے اس بلند مقام پر پہنچنے کے بعد ان کی فروتنی اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار اُن کی کتاب "المناسک" اُن کے سامنے پڑھی جا رہی تھی پڑھتے پڑھتے ایک حدیث کے خاتمہ پر قاری نے یہ پڑھا کہ "ابن المبارک نے کہا کہ اِسی کو ہم بھی لیتے ہیں (یعنی یہی ہمارا قول بھی ہے) یہ سُن کر وہ ایک دم چونک پڑے پُوچھا یہ کس نے لکھ دیا کہا گیا جس کاتب نے یہ نسخہ لکھا ہے اسی نے یہ لکھا ہے۔ پھر اُنھوں نے کتاب خود لے لی اور اتنی عبادت کو رگڑ رگڑ کر مٹا ڈالا اور فرمایا کہ مَیں کون ہوتا ہوں کہ میرا قول بھی لکھا جائے۔

ایک دفعہ کوفہ میں سقایہ کے پاس پانی پینے گئے، وہاں اور بھی بہت سے لوگ پانی پی رہے تھے اُن کو کوئی پہچانتا نہ تھا جب پانی کے قریب گئے تو خُوب دھکا کھایا. جب وہاں سے چلے تو فرمایا کہ بس زندگی یونہی گزرنی چاہیے کہ نہ کوئی پہچانے نہ تعظیم و توقیر کرے۔

فرماتے تھے کہ میں مرو سے اسی لیے تو بھاگ کر کوفہ آیا ہوں کہ وہاں بڑی شہرت تھی کوئی بھی بات آپڑتی تو لوگ میرے پاس آتے کوئی مسئلہ پیش آتا تو سب یہی کہتے کہ ابن المبارک سے پُوچھو، یہاں بہت عافیت سے ہوں کہ نہ تو کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے۔

آپ کی وفات ۱۳۔ رمضان ۱۸۱ھ کو ہوئی"۔[1]

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

نفِیس بُک بائنڈرز

NBB

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جِلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قِسم کی بکس والی جِلد بھی خوبصُورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جِلد سازی کے لئے رجُوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور۔ فون 7322408

[1] اعیان الحجاج۔ ج ۱، ص ۱۲۱

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : اشرف التفاسیر (٤ جلد)

افادات : حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

صفحات : ١٩٤٣

سائز : ٢٠×٣٠/٨

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

قیمت : ١٢٠٠/-

حکیم الامّت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیفات و تالیفات کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قبولیتِ عامہ و تامہ سے نوازا ہے جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ حضرت کی حیات سے لے کر تا حال آپ کی کتابیں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں چھپ رہی ہیں اسی پر بس نہیں بلکہ آپ کی تالیفات اور مواعظہ و ملفوظات سے جدید تقاضوں کے مطابق انتخاب کر کے نہایت مفید و کار آمد کتابیں شائع کی جا رہی ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات و مواعظ علوم و معارف کا ایک بحرِ ناپیدا کنار ہیں۔ جن میں انواع واقسام کے جواہرات بالخصوص کتاب و سُنّت کی تشریح و توضیح سے متعلّق ایسی توجیہات موجود ہیں جو بڑی بڑی کتابوں میں بھی نہیں ملتیں۔

ناچیز کو دورِ طالب علمی سے ہی حضرت کے مواعظ و ملفوظات کے مطالعہ کا شغف رہا ہے جس سے بندۂ ناچیز نے بے انتہا فائدہ اُٹھایا ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے مواعظ و ملفوظات میں بہت سے مقامات پر قرآن و حدیث کے وہ مطالب و معانی بیان کیے ہیں اور بعض شبہات کے ایسے جوابات دیے ہیں کہ بندہ پھڑک اُٹھتا ہے بڑی

بڑی تفسیریں ان نکات سے خالی نظر آتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے مواعظ و ملفوظات سے ایسے تفسیری نکات کو اکٹھا کر کے علیحدہ کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ اللہ بھلا کرے مولانا محمد اسحاق صاحب کا کہ اُنھوں نے اس طرف توجہ کی اور حضرت کے قیمتی تفسیری نکات کو جمع کر دیا۔ زیرِ تبصرہ کتاب "اشرف التفاسیر" انہی تفسیری نکات پر مشتمل ہے۔

اشرف التفاسیر کو اس نظر سے نہ دیکھا جائے کہ یہ کتاب باقاعدہ کوئی تفسیر کی کتاب ہے کہ جس میں ہر آیت کا ترجمہ اور تفسیر لکھی گئی ہو بلکہ اس میں صرف وہ آیات لی گئی ہیں کہ جن کے متعلق حضرت نے مواعظ و ملفوظات میں کچھ بیان فرمایا باقی آیات زیرِ بحث نہیں لائی گئیں۔

مرتّب موصوف نے بہت سے عُلماء کرام سے اس پر نظرِ ثانی کا کام کروایا ہے جس سے کافی حد تک مضامین میں ارتباط پیدا ہو گیا جو ایک نہایت مشکل ترین کام ہے تاہم ناچیز کے محدود علم کے مطابق بہت سے مقامات تشنہ ہیں اور مرتّب کی نظر حضرت کے مواعظ میں وہاں تک نہیں پہنچی۔ اگر آئندہ اشاعت میں مزید اس پر محنت اور توجّہ کے ساتھ کام کیا جائے تو اُمّید ہے کہ یہ تفسیر دَورِ حاضر کی اہم ترین تفاسیر میں شمار ہو گی۔ اللہ تعالیٰ مرتّب و ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔

○

نام کتاب : ملفوظات فقیہ الاُمّت (اوّل دوم)

افادات : حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی رح

مرتّب : مولانا مسعود احمد قاسمی

صفحات :

سائز : ۲۳x۳۶/۱۶

ناشر : مکتبہ مدنیہ اُردو بازار لاہور

قیمت : ۳۷۵/-

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رح کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوبیوں سے نوازا تھا وہ کم ہی کسی کو نصیب ہوتی ہیں۔ آپ بیک وقت مفسّر و محدث

(بقیہ بر صـ ۶۴)

اخبار و احوال جامعہ (جدید)

محمد آباد رائے ونڈ روڈ

○ ۲؍ جنوری، جناب انور صاحب برمنگھم لندن سے تشریف لائے۔ اور حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مہتمم جامعہ (جدید) سے جامعہ کی تعمیر و ترقی اور باہمی دلچسپی کے اُمور پر تبادلہ خیال ہُوا۔

○ ۲۶ تا ۳۰؍ جنوری، حضرت مہتمم صاحب حضرت مولانا عبداللہ صاحب کی دعوت پر جامعہ قادریہ کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لیے بھکر تشریف لے گئے۔ تقریب میں شرکت فرما کر حضرت ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے۔ جہاں صابری برادران کے ہاں قیام ہُوا اور حاجی عبدالصمد صاحب اور دیگر متعلقین سے ملاقات فرمائی۔

○ ۲۸؍ جنوری کو حضرت ڈیرہ سے ٹانک تشریف لے گئے اور مولانا قاضی حبیب اللہ صاحب کے یہاں قیام فرمایا اور قاضی صاحب کے اصرار پر جمعۃ المبارک بھی پڑھایا۔ جمعہ سے فراغت کے بعد حضرت، حضرت حاجی امان اللہ خان صاحب (مرید خاص حضرت سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات کے لیے لکی مروت تشریف لے گئے۔

○ ۲۹؍ جنوری کی شام کو حضرت لکی مروّت سے خوشاب کے لیے روانہ ہوئے۔ اور خوشاب میں قاری سعید صاحب سے ملاقات فرمائی۔

○ ۳۰؍ جنوری کو بخیر و عافیت الحمدللہ واپسی ہُوئی۔

○ ۲؍ فروری ۲۰۰۰ء حضرت مہتمم صاحب، جناب حفیظ شیخ صاحب (آر کی ٹکٹ) کے ساتھ جامعہ مدنیہ (جدید)، محمد آباد رائے ونڈ روڈ میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں تشریف لے گئے۔ معاون خاص جناب افتخار صاحب بھی ہمراہ تھے۔

○ ۹؍ فروری کو حضرت کی ناشتہ پر دعوت میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام مولانا عبدالغفور صاحب (جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام)، مولانا عبداللہ صاحب امیر پنجاب جمعیۃ علماء اسلام، مولانا فضل الرحمٰن خلیل صاحب جنرل سیکرٹری حرکۃ المجاہدین تشریف لائے اور باہمی دلچسپی کے اُمور پر تبادلہ خیال ہُوا۔

○ ۱۳ر فروری کو جناب عبدالمجید صاحب ڈیرہ غازی خان سے جامعہ جدید، تشریف لائے۔

○ ۱۴ر فروری کو جناب شمس الدین صاحب پراچہ　　ضلع اٹک تشریف لائے۔ جامعہ جدید کے بارے میں حضرت مہتمم صاحب نے اُن کو احوال سے مطلع کیا جس پر اُنھوں نے مسرّت کا اظہار کیا اور حضرت کو آنے کی دعوت دی۔

○ ۱۸ر فروری، بعد نماز مغرب جناب اسحاق صاحب اور جناب عبداللہ صاحب (نومسلم) اسپین سے تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات میں جامعہ جدید کے احوال کے بارے میں گفتگو ہُوئی۔

○ ۲۹ فروری۔ جناب مولانا موسیٰ کرماڈی صاحب لندن سے تشریف لائے اور کچھ دیر قیام فرمایا۔

بقیہ : تغییر لخلق اللہ

شیطان کی پیروی میں ہوں گے اور قرآن پاک کی اس آیت میں داخل ہیں۔

ولاٰمرنهم فليغيرن خلق الله یعنی شیطان نے کہہ رکھا ہے کہ مَیں لوگوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدائش کو بدل ڈالیں گے (کیونکہ یہ شریعت کی نظر میں فقط بگاڑ ہے)۔ اس لیے ایسی تمام باتوں سے بچنا ضروری ہے۔ و اٰخرُ دعوانا اَنِ الحمدُ للہ رب العالمین۔

بقیہ : تقریظ و تنقید

بھی تھے مفتی و فقیہ بھی تھے واعظ و خطیب بھی تھے، پیرِ طریقت و رہبرِ شریعت بھی تھے، آپ کی مجالس میں علم و عرفان کے موتی بکھرتے تھے، خُدا بھلا کرے آپ کے متوسلین کا کہ اُنھوں نے ان موتیوں کی قدر کی اور انھیں محفوظ کر لیا۔ زیرِ تبصرہ کتاب "ملفوظات فقیہ الاُمّت" اوّل دوم میں انھی قیمتی موتیوں کو جمع کیا گیا ہے ان میں قارئین کو قرآن و حدیث کے علمی نکات، فقہی مباحث سِیَر و جہاد، سلوک و تصوّف، تعبیر الرؤیا، تاریخ و تذکرہ، واقعات اکابر عملیات و وظائف لطائف و ظرائف، مکالمات و مناظرات اور اُن کے علاوہ بہت سی قیمتی چیزیں ملیں گی، پہلے یہ ملفوظات ہندوستان میں چھوٹے چھوٹے دس حصّوں میں شائع ہُوئے تھے۔ انھی کا عکس لے کر مکتبہ مدنیہ لاہور کی طرف سے یکجا دو جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔ دونوں جلدوں میں پانچ پانچ حصّے ہیں کاغذ و طباعت عمدہ ہے لیمینیشن کی خُوب صُورت جلد ہے۔ قارئین ان سے ضرور استفادہ فرمائیں۔　　(ن ــــ ا)